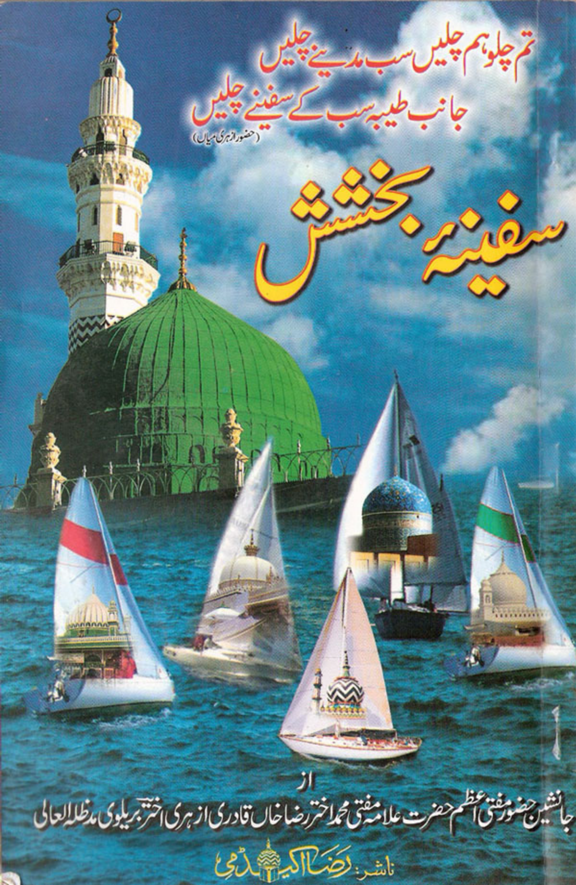

تم چلو ہم چلیں سب مدینے چلیں
جانب طیبہ سب کے سفینے چلیں
(حضور ازہری میاں)

سفینۂ بخشش

از

جانشین حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری اختر بریلوی مدظلہ العالی

ناشر: رضا اکیڈمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بفیض حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری برکاتی نوری بریلوی قدس سرہٗ

سفینۂ بخشش

۱۴۰۷ھ

از

جانشین حضور مفتی اعظم تاج الشریعہ حضرت العلام
مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری اخترؔ بریلوی مدظلہ العالی

حسب فرمائش: ناشر مسلک اعلیٰحضرت الحاج محمد سعید نوری بانی وسکریٹری جنرل رضا اکیڈمی

ناشر: رضا اکیڈمی ۲۶ ر کامبیکر اسٹریٹ ممبئی ۳

سلسلۂ اشاعت نمبر ۴۳۶

نام کتاب .... سفینۂ بخشش ۱۴۰۷ھ

کلام .... تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں
قادری ازہری اخترؔ بریلوی مدظلہ العالی

تاریخ اشاعت بار دیگر .... ۶؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۷ھ مطابق ۳؍ جون ۲۰۰۶ء

تعداد اشاعت .... گیارہ سو (۱۱۰۰)

طابع .... رضا آفسیٹ ممبئی ۳

ناشر .... رضا اکیڈمی ممبئی ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گفتنی

یا خدا! چرخ اسلام میں تا ابد
اختر برج رفعت سلامت رہے

نبیرۂ اعلیٰحضرت ثانی حجۃ الاسلام جانشین حضور مفتی اعظم تاج الشریعہ حضرت العلام مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی متعنا اللّٰہ بطول حیاتہ کی مقناطیسی شخصیت عالم اسلام خصوصاً برصغیر ہند و پاک میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ ہر جہت سے اپنے آباء واجداد کے حقیقی وارث اور جانشین ہیں۔ علم و فضل، زہد و تقویٰ کے پیکر اور پاسداری شرع میں اپنے اسلاف کے عکس جمیل ہیں۔

''ولی وہ جسے دیکھ کر خدا یاد آ جائے'' یہ ایک مشہور مقولہ ہے اور حضور تاج الشریعہ اس مقولہ کی منہ بولتی تصویر ہیں۔ نکہت و نور برستے ہوئے حسین چہرے پر ایسی دلکشی و بانکپن ہے جس پر سج دھج اور بناؤ سنگار کی ہزاروں رعنائیاں نثار۔ اگر لاکھوں کے مجمع میں جلوہ بار ہوں تو اہل جمال کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں۔ آپ علم ظاہری کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اور علم باطنی کے کوہ گراں ہیں۔ کشور علم و فضل کے شہنشاہ اور اقلیم روحانیت کے تاجدار ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کی شخصیت کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ آپ کو دین و مذہب سے والہانہ وابستگی کے ساتھ ساتھ موزونیِ طبع، خوش کلامی، شعر گوئی اور شاعرانہ ذوق بھی ورثے میں ملا ہے۔

آپ بیک وقت مفکر و مدبر اور محدث و فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم عاشق

رسول اور عمدہ نعت گو شاعر بھی ہیں۔ آپ کو نئے لب و لہجہ میں نعتیہ اشعار کہنے میں زبردست ملکہ حاصل ہے۔ آپ کی شاعری معنویت و پیکر تراشی، سرشاری و شیفتگی کا نادر نمونہ ہے اور آپ کے قلم سے نکلنے والے اشعار فصاحت و بلاغت، حلاوت و ملاحت، جذب و کیف اور سوز و گداز میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کا یہ نعتیہ دیوان ''سفینۂ بخشش'' ازیں قبل چہار رنگی بڑی سائز میں محرم الحرام ۱۴۱۴ھ میں بھی ہم نے طبع کروایا تھا اور دیگر حضرات نے بھی تب سے اب تک اس کے کئی ایڈیشن ہند و پاک سے شائع کروائے۔ اب پھر مزید اضافہ اور عمدہ طباعت کے ساتھ ہم اپنے والدین کریمین خصوصاً والدہ محترمہ مرحومہ فہمیدہ نور محمد روکاڑیا کے ایصال ثواب کے لئے آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ آپ ہمارے والدین کریمین کی مغفرت و بخشش اور بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔ اب آپ اس گلدستۂ نعت کے گلہائے رنگا رنگ کی خوشبوؤں سے دل و دماغ و روح کو تازگی بخشیں اور مجھے اور میرے بھائیوں کو دعاؤں سے نوازیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے ہم لوگوں کو مسلک اعلیٰحضرت پر قائم و دائم رکھے۔ دین و سنیت کی خدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق، صحت و عافیت کے ساتھ عزت و آبرو کی زندگی اور خاتمہ بالخیر عطا فرمائے۔ اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت و مدحت کے طفیل ہم لوگوں کو نجات و مغفرت و بخشش عطا فرمائے۔

طالب دعا

محمد سہیل رضوی روکاڑیا

سکریٹری رضا اکیڈمی

۶ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۷ھ مطابق ۳ر جون ۲۰۰۶ء

فہرست

نمبر شمار		صفحہ نمبر
۱	حمد و مدح	۹
۲	جہاں بانی عطا کر دیں	۱۱
۳	مصطفائے ذات یکتا آپ ہیں	۱۲
۴	وجہ نشاط زندگی راحت جاں تم ہی تو ہو	۱۴
۵	کاش گنبد خضرا دیکھنے کو مل جاتا	۱۵
۶	سب مدینے چلیں	۱۶
۷	وہ ابلا چشمہ شربت کا	۱۷
۸	ہمیں اب دیکھنا ہے حوصلہ خورشید محشر کا	۱۸
۹	غم ہستی نے ہمیں خون رلایا ہوگا	۱۹
۱۰	تیرا آقا شہنشاہ کونین ہے	۲۰
۱۱	بصد ادب پے تسلیم سر جھکائے فلک	۲۰
۱۲	مناجات کی رات	۲۱
۱۳	کبھی رہتے وہ اس گھر میں	۲۲
۱۴	تیری چوکھٹ پہ جو سر اپنا جھکا جاتے ہیں	۲۳
۱۵	ان کے در کی بھیک اچھی	۲۴
۱۶	کچھ کریں اپنے یار کی باتیں	۲۶
۱۷	چشم التفات	۲۷
۱۸	قسم خدا کی شہا کامیاب ہو جاؤں	۲۸
۱۹	لب جاں بخش کا صدقہ دے دو	۲۸
۲۰	اپنے در پہ جو بلاؤ تو بہت اچھا ہو	۲۹

۲۱	در جاناں پہ فدائی کو اجل آئی ہو	۳۰
۲۲	زہے عظمت و افتخار مدینہ	۳۱
۲۳	نعرۂ رسالت	۳۳
۲۴	موت بہتر ہے ایسے جینے سے	۳۵
۲۵	صبا یہ کیسی چلی آج دشت بطحا سے	۳۶
۲۶	صدقے جاؤں میں انیس شب تنہائی کے	۳۷
۲۷	مدینہ آنے والا ہے	۳۸
۲۸	بادۂ عشق مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۴۰
۲۹	سرکار دو عالم کی محبت	۴۰
۳۰	مست مے الست	۴۱
۳۱	جان بہاراں	۴۲
۳۲	تاروں کی انجمن میں یہ بات ہو رہی ہے	۴۲
۳۳	ایک بجلی چمک رہی ہے	۴۳
۳۴	اے نسیم کوئے جاناں	۴۳
۳۵	فرقت طیبہ کی وحشت دل سے جائے خیر سے	۴۴
۳۶	سامان عشرت کیجئے	۴۶
۳۷	بہار بے خزاں	۴۷
۳۸	فرشتے جس کے زائر ہیں	۴۸
۳۹	شمیم زلف نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم	۴۹
۴۰	مری چشم کان گوہر ہو رہی ہے	۵۰
۴۱	اک نظر مہر درخشاں جمال	۵۱

۴۲	مہر انور ایڑیاں	۵۲
۴۳	گر ہمیں ذوق طلب سا رہنما ملتا نہیں	۵۳
۴۴	در احمد پہ اب میری جبیں ہے	۵۴
۴۵	نور ہی نور ہے ضیاء ہی ہے	۵۵
۴۶	قطعہ	۵۵
۴۷	منور ہو گیا عالم	۵۶
۴۸	قطعہ	۵۶
۴۹	بزم یار کا عالم	۵۶
۵۰	زاری پیہم کیا ہے	۵۷
۵۱	نظارے بدل گئے	۵۸
۵۲	اشک رواں	۵۹
۵۳	راہ الفت میں	۵۹
۵۴	منظر اسلام	۶۰
۵۵	عربی نعت	۶۰
۵۶	یا مجیب یا مجاب	۶۲
۵۷	عربی سلام	۶۲
۵۸	عربی غزل	۶۵
۵۹	یارسول اللہ یا خیر الانام	۶۷
۶۰	میرے اللہ کے نگار سلام	۶۸
۶۱	اے مدینے کے شہر یار سلام	۷۰
۶۲	اے صبا لے جا مدینے کو پیام	۷۱

۶۳	منقبت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۷۳
۶۴	یاغوث المدد	۷۴
۶۵	منقبت حضرت سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ	۷۵
۶۶	جمال حضرت احمد رضا کا آئینہ تم ہو	۷۶
۶۷	منقبت حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ	۷۷
۶۸	چل دیئے تم آنکھ میں اشکوں کا دریا چھوڑ کر	۷۸
۶۹	لعل یکتائے شہ احمد رضا ملتا نہیں	۸۰
۷۰	منقبت حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ	۸۱
۷۱	منقبت حضور مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ	۸۲
۷۲	منقبت خال محترم جناب امید صاحب رضوی	۸۳
۷۳	منقبت حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ	۸۴
۷۴	منقبت حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ	۸۵
۷۵	منقبت حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ	۸۶
۷۶	اے نقیب اعلیٰحضرت	۸۷
۷۷	سہرا	۸۹
۷۸	تہنیت بتقریب شادی	۹۰
۷۹	سہرا	۹۱
۸۰	بتقریب سالگرہ	۹۲
۸۱	اعینای جودا ولا تجمدا	۹۳
۸۲	الا یا خمینی یا فاجر	۹۵
۸۳	تداعوا فحجوا الیٰ لندن	۹۶

قَصِيْدَةٌ فِى الْحَمْدِ وَمَدْحِ النَّبِىِّ ﷺ

من فضيلة الشيخ العلامة المفتي محمد اختر رضا القادري الازهري

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ مَالِىْ رَبٌّ اِلَّا هُوْ
يَفْنىٰ الْكُلُّ وَيَبْقىٰ هُوْ لَيْسَ الْبَاقِىْ اِلَّا هُوْ
مَنْ كَانَ دُعَاهُ اَنْ يَّا هُوْ ذَاكَ حَمِيْدٌ عُقْبَاهُ
مَنْ كَانَ لِرَبِّىْ دُنْيَاهُ عَاشَ سَعِيْدًا اُخْرَاهُ
مَنْ كُنْتَ اِلٰهِىْ مَوْلَاهُ كُلُّ النَّاسِ تَوَلَّاهُ
مَنْ مَّاتَ يَقُوْلُ اَللّٰهُ ذَاكَ الْخَالِدُ مَحْيَاهُ
رُسُلُ اللّٰهِ تَلَقَّاهُ اَبْشِرْ عَبْدُ بِحُسْنَاهُ
اَلرِّضْوَانُ لَهٗ نُزُلٌ جَنَّةُ خُلْدٍ مَّاْوَاهُ
تَخْشَى النَّاسَ بِلَا جَدْوىٰ هَلَّا رَبَّكَ تَخْشَاهُ
اِبْغِ الْاَمْنَ لَدىٰ رَبِّىْ اِنَّ الْاَمْنَ بِتَقْوَاهُ
تَنْسىٰ رَبَّكَ يَا فَانِىْ دُمْ اِنْ شِئْتَ بِذِكْرَاهُ
تَرْجُو النَّاسَ لِجَدْوَاهُمْ اِنَّ الْجَدْوىٰ جَدْوَاهُ
هَلْ غَيْرُكَ يَخْشىٰ رَبِّىْ غَيْرُكَ رَبِّىْ يَخْشَاهُ
رَبِّىْ رَبُّ الْاَرْبَابِ لَيْسَ يُضَاهِىْ حَاشَاهُ
فَسِوَاهُ رَبٌّ بِالْاِسْمِ وَاِلٰهُ الْحَقِّ يَرْعَاهُ
اَلْوَاحِدُ لَيْسَ بِذِىْ جُزْءٍ لَا وَاحِدَ حَقًّا اِلَّا هُوْ
اَلْخَلْقُ مَرَايَا مَوْجُوْدٍ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا هُوْ
وَالْكُلُّ مَظَاهِرُ مَشْهُوْدٍ لَا مَشْهُوْدَ اِلَّا هُوْ

فَرْدٌ حَقٌّ اِلٰهٌ هُوَ   لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا هُوَ
وَانْهَلَّ صَلَاةُ اللّٰهِ عَلٰى   مَنْ لَيْسَ شَفِيْعًا اِلَّا هُوَ
مَنْ بِالدِّيْنِ اَحْيَانَا   حَيَّ اللّٰهُ مُحَيَّاهُ
عَمَّ الْكَوْنَ بِرَحْمَتِهٖ   كُلُّ الرُّحْمٰى رُحْمَاهُ
وَازْدَانَ بِلَادُ اللّٰهِ بِهٖ   فَالْكُلُّ فَالْكَوْنُ ظَلَامٌ لَوْلَاهُ
جَاءَ جَمِيْلُ الرَّحْمَانِ   فَاشْكُرْ تَزْدَدْ نُعْمَاهُ
حَلَّ الْفَرَحُ بِمَوْلِدِهٖ   فَافْرَحْ حَتّٰى تَلْقَاهُ
قَدْ نِيْطَ حَيٰوةُ الْكَوْنِ بِهٖ   فَالْكَوْنُ عَدِيْمٌ لَوْلَاهُ
يَا مَنْ يَّطْلُبُ رِضْوَانَا   مَا الرِّضْوَةُ اِلَّا اِيَّاهُ
كُنْ لِّنَبِيِّ اللّٰهِ رِضٰى   تَحْظَ لَدَيْهِ بِزُلْفَاهُ
اِنَّ النِّعْمَةَ اَحْمَدُنَا ﷺ   يَا طَالِبَ نِعْمَةِ مَوْلَاهُ اَللّٰهُ اِلَيْنَا اَهْدَاهُ
بِرَسُوْلِ اللّٰهِ فَابْتَهِجُوْا   فَهُوَ الْفَضْلُ وَبُشْرَاهُ
بِاللّٰهِ تَاَيَّدَ نَاصِرُنَا   لَا يُخْذَلُ مَنْ قَدْ رَجَّاهُ
اَدْرِكْ عَبْدَكَ جِيْلَانِيْ   مَنْ غَيْرُكَ يَدْفَعُ بَلْوَاهُ
وَيَزُوْرُ سَلَامُ الرَّحْمٰنِ   خَيْرَ نَبِيٍّ نَبَّاهُ
هٰذَا اَخْتَرُ اَدْنَاكُمْ   رَبِّيْ اَحْسَنَ مَثْوَاهُ

جہاں بانی عطا کر دیں

جہاں بانی عطا کر دیں بھری جنت ہبہ کر دیں
نبی مختار کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں
جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا سے کیا کر دیں
زمیں کو آسماں کر دیں ثریا کو ثرا کر دیں
فضا میں اڑنے والے یوں نہ اترائیں ندا کر دیں
وہ جب چاہیں جسے چاہیں اسے فرماں روا کر دیں
مری مشکل کو یوں آساں مرے مشکل کشا کر دیں
ہر اک موج بلا کو میرے مولیٰ ناخدا کر دیں
منور میری آنکھوں کو مرے شمس الضحیٰ کر دیں
غموں کی دھوپ میں وہ سایۂ زلف دوتا کر دیں
عطا ہو بیخودی مجھ کو خودی میری ہوا کر دیں
مجھے یوں اپنی الفت میں مرے مولیٰ فنا کر دیں
جہاں میں عام پیغام شہ احمد رضا کر دیں
پلٹ کر پیچھے دیکھیں پھر سے تجدید وفا کر دیں
نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں
پدر، مادر، برادر، مال و جاں ان پر فدا کر دیں
تبسم سے گماں گزرے شب تاریک پر دن کا
ضیاء رخ سے دیواروں کو روشن آئینہ کر دیں
کسی کو وہ ہنساتے ہیں کسی کو وہ رلاتے ہیں
وہ یونہی آزماتے ہیں وہ اب تو فیصلہ کر دیں

گلِ طیبہ میں مل جاؤں گلوں میں مل کے کھل جاؤں
حیات جاودانی سے مجھے یوں آشنا کردیں
انہیں منظور ہے جب تک یہ دور آزمائش ہے
نہ چاہیں تو ابھی وہ ختم دور ابتلا کردیں
سگ آوارۂ صحرا سے اکتا سی گئی دنیا
بچاؤ اب زمانے کا سگان مصطفٰے کردیں
مجھے کیا فکر ہو اخترؔ مرے یاور ہیں وہ یاور
بلاؤں کو جو میری خود گرفتار بلا کردیں

مصطفائے ذات یکتا آپ ہیں

مصطفائے ذات یکتا آپ ہیں
یک نے جس کو یک بنایا آپ ہیں
آپ جیسا کوئی ہوسکتا نہیں
اپنی ہر خوبی میں تنہا آپ ہیں
آب و گِل میں نور کی پہلی کرن
جان آدم جان حوا آپ ہیں
حسنِ اوّل کی نمود اوّلیں
بزم آخر کا اجالا آپ ہیں
لا مکاں تک جس کی پھیلی روشنی
وہ چراغ عالم آرا آپ ہیں
ہے نمک جس کا خمیر حسن میں
وہ ملیح حسن آرا آپ ہیں

زیب و زین خاک و فخر خاکیاں
زینت عرش معلیٰ آپ ہیں

نازش عرش و وقار عرشیاں
صاحب قوسین و ادنیٰ آپ ہیں

آپ کی طلعت خدا کا آئینہ
جس میں چمکے حق کا جلوہ آپ ہیں

آپ کی رویت ہے دیدار خدا
جلوہ گاہ حق تعالیٰ آپ ہیں

آپ کو رب نے کیا اپنا حبیب
ساری خلقت کا خلاصہ آپ ہیں

آپ کی خاطر بنائے دو جہاں
اپنی خاطر جو بنایا آپ ہیں

جاں توئی جاناں قرار جاں توئی
جان جاں جان مسیحا آپ ہیں

پیکر ہر شے میں جاں بن کر نہاں
پردوں پردوں میں ہویدا آپ ہیں

آپ سے خود آپ کا سائل ہوں میں
جان جاں میری تمنا آپ ہیں

آپ کی طلعت کو دیکھا جان دی
قبر میں پہنچا تو دیکھا آپ ہیں

بر درت آمد گدا بہر سوال
ہو بھلا اخترؔ کا داتا آپ ہیں

وجہ نشاط زندگی راحت جاں تم ہی تو ہو

وجہ نشاط زندگی راحت جاں تم ہی تو ہو
روح روان زندگی جان جہاں تم ہی تو ہو

تم جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا تم جو نہ ہو تو کچھ نہ ہو
جان جہاں تم ہی تو ہو جان جناں تم ہی تو ہو

تاج وقار خاکیاں نازش عرش و عرشیاں
فخر زمین و آسماں فخر زماں تم ہی تو ہو

کس سے کروں بیان غم کون سنے فغان غم
پاؤں کہاں امان غم امن و اماں تم ہی تو ہو

روح روان زندگی تاب و توان زندگی
امن و امان زندگی شاہ شہاں تم ہی تو ہو

تم ہو چراغ زندگی تم ہو جہاں کی روشنی
مہر و مہ و نجوم میں جلوہ کناں تم ہی تو ہو

تم سے جہان رنگ و بو تم ہو چمن کی آبرو
جان بہار گلستاں سرو چماں تم ہی تو ہو

تم ہو قوام زندگی تم سے ہے زندگی بنی
تم سے کھے ہے زندگی روح رواں تم ہی تو ہو

اصل شجر میں ہو تم ہی نخل و ثمر میں ہو تم ہی
ان میں عیاں تم ہی تو ہو ان میں نہاں تم ہی تو ہو

تم ہو نمود اولیں شمع ابد بھی ہو تم ہی
شاہ زمن یہاں وہاں سکہ نشاں تم ہی تو ہو

اختر کی ہے مجال کیا محشر میں سب ہیں دم بخود
سب کی نظر تم ہی پہ ہے سب کی زباں تم ہی تو ہو

کاش گنبد خضرا دیکھنے کو مل جاتا

داغ فرقت طیبہ قلب مضمحل جاتا
کاش گنبد خضرا دیکھنے کو مل جاتا

میرا دم نکل جاتا ان کے آستانے پر
ان کے آستانے کی خاک میں میں مل جاتا

میرے دل سے دھل جاتا داغِ فرقت طیبہ
طیبہ میں فنا ہوکر طیبہ میں ہی مل جاتا

موت لے کے آجاتی زندگی مدینے میں
موت سے گلے مل کر زندگی میں مل جاتا

خلد زار طیبہ کا اس طرح سفر ہوتا
پیچھے پیچھے سرجاتا آگے آگے دل جاتا

دل پہ جب کرن پڑتی ان کے سبز گنبد کی
اس کی سبز رنگت سے باغ بن کے کھل جاتا

فرقت مدینہ نے وہ دیئے مجھے صدمے
کوہ پر اگر پڑتے کوہ بھی تو ہل جاتا

دل مرا بچھا ہوتا ان کی رہ گزاروں میں
ان کے نقش پا سے یوں مل کے مستقل جاتا

دل پہ وہ قدم رکھتے نقش پا یہ دل بنتا
یا تو خاک پا بن کر پا سے متصل جاتا

وہ خرام فرماتے میرے دیدہ و دل پر
دیدہ میں فدا کرتا صدقے میرا دل جاتا

چشم تر وہاں بہتی دل کا مدعا کہتی
آہ با ادب رہتی مونھ میرا سل جاتا

در پہ دل جھکا ہوتا اذن پاکے پھر بڑھتا
ہر گناہ یاد آتا دل خجل خجل جاتا

میرے دل میں بس جاتا جلوہ زار طیبہ کا
داغ فرقت طیبہ پھول بن کے کھل جاتا

ان کے در پہ اخترؔ کی حسرتیں ہوئیں پوری
سائل در اقدس کیسے منفعل جاتا

سب مدینے چلیں

تم چلو ہم چلیں سب مدینے چلیں
جانب طیبہ سب کے سفینے چلیں

میکشو! آؤ آؤ مدینے چلیں
بادۂ خلد کے جام پینے چلیں

جی گئے وہ مدینے میں جو مرگئے
آؤ ہم بھی وہاں مر کے جینے چلیں

زندگی اب سر زندگی آگئی
آخری وقت ہے اب مدینے چلیں

شوق طیبہ نے جس دم سہارا دیا
چل دیئے ہم کہا بے کسی نے چلیں

طائر جاں مدینے کو جب اڑ چلا
زندگی سے کہا زندگی نے چلیں

جان نو راہ جاناں میں یوں مل گئی
آنکھ میچی کہا بے خودی نے چلیں

راہ طیبہ میں جب ناتواں رہ گئے
دل کو کھینچا کہا بے کلی نے چلیں

خاک طیبہ میں اپنی جگہ ہوگئی
خوب مژدہ سنایا خوشی نے چلیں

بے تکلف شہ دو جہاں چل دیئے
سادگی سے کہا جب کسی نے چلیں

اگلے پچھلے سبھی خلد میں چل دیئے
روز محشر کہا جب نبی نے چلیں

ان کی شان کرم کی کشش دیکھنا
کاسہ لے کر کہا خسروی نے چلیں

اخترؔ خستہ بھی خلد میں چل دیا
جب صدا دی اسے مرشدی نے چلیں

وہ ابلا چشمہ شربت کا

لب کوثر ہے میلہ تشنہ کامان محبت کا
وہ ابلا دست ساقی سے وہ ابلا چشمہ شربت کا
یہ عالم انبیاء پر ان کے سرور کی عنایت کا
جسے دیکھو لئے جاتا ہے پروانہ شفاعت کا

پلادے اپنی نظروں سے چھلکتا جام رویت کا
شہ کوثر ترحم تشنہ جاتا ہے زیارت کا
وہی جو رحمۃ للعالمیں ہیں جانِ عالم ہیں
بڑا بھائی کہے ان کو کوئی اندھا بصیرت کا
مہ و خورشید و انجم میں چمک اپنی نہیں کچھ بھی
اجالا ہے حقیقت میں انہیں کی پاک طلعت کا
بھٹکتا یوں پھرے کب تک تمہارا اخترؔ خستہ
دکھا دو راستہ اس کو خدارا شہر الفت کا

ہمیں اب دیکھنا ہے حوصلہ خورشید محشر کا

وہ بڑھتا سایۂ رحمت چلا زلف معنبر کا
ہمیں اب دیکھنا ہے حوصلہ خورشید محشر کا
جو بے پردہ نظر آجائے جلوہ روئے انور کا
ذرا سا منہ نکل آئے ابھی خورشید خاور کا
شہِ کوثر ترحم تشنۂ دیدار جاتا ہے
نظر کا جام دے پردہ رخ پر نور سے سر کا
ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
یہاں آتے ہیں یوں عرشی کہ آوازہ نہیں پر کا
ہماری سمت وہ مہر مدینہ مہرباں آیا
ابھی کھل جائے گا سب حوصلہ خورشید محشر کا
چمک سکتا ہے تو چمکے مقابل ان کی طلعت کے
ہمیں بھی دیکھنا ہے حوصلہ خورشید محشر کا

رواں ہو سلسبیل عشق سرور میرے سینے میں
نہ ہو پھر نار کا کچھ غم نہ ڈر خورشید محشر کا

ترا ذرہ وہ ہے جس نے کھلائے ان گنت تارے
ترا قطرہ وہ ہے جس سے ملا دھارا سمندر کا

بتانا تھا کہ نیچر ان کے زیر پا مسخر ہے
بنا پتھر میں یوں نقش کفِ پا میرے سرور کا

وہ ظاہر کے بھی حاکم ہیں وہ باطن کے بھی سلطاں ہیں
نرالا طور سلطانی ہے شاہوں کے سکندر کا

یہ سن لیں سایۂ جسم پیمبر ڈھونڈنے والے
بشر کی شکل میں دیگر ہے وہ پیکر پیمبر کا

وہ ظل ذات رحماں ہیں نبوت کے مہ تاباں
نہ ظل کا ظل کہیں دیکھا نہ سایہ ماہ و اختر کا

غم ہستی نے ہمیں خون رلایا ہوگا

جب کبھی ہم نے غم جاناں کو بھلایا ہوگا
غم ہستی نے ہمیں خون رلایا ہوگا

دامن دل جو سوئے یار کھنچا جاتا ہے
ہو نہ ہو اس نے مجھے آج بلایا ہوگا

آنکھ اٹھا کر تو ذرا دیکھ مرے دل کی طرف
تیری یادوں کا چمن دل میں سجایا ہوگا

گردشِ دور ہمیں چھیڑ نہ اتنا ورنہ
اپنے نالوں سے ابھی حشر اٹھایا ہوگا

ڈوب جائے نہ کہیں غم میں ہمارے عالم
ہم جو رو دیں گے تو بہتا ہوا دریا ہوگا
سوچئے کتنا حسیں ہوگا وہ لحظہ اخترؔ
سر بالیں پہ دم مرگ وہ آیا ہوگا

تیرا آقا شہنشاہ کونین ہے

ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا
پر یہ ناز ان کے بندے کا دیکھیں گے سب تھام کر ان کا دامن مچل جائے گا
موج کترا کے ہم سے چلی جائے گی رخ مخالف ہوا کا بدل جائے گا
جب اشارہ کریں گے وہ ناخدا اپنا بیڑا بھنور سے نکل جائے گا
یوں تو جیتا ہوں حکم خدا سے مگر میرے دل کی ہے ان کو یقیناً خبر
حاصل زندگی ہوگا وہ دن مرا ان کے قدموں پہ جب دم نکل جائے گا
رب سلّم وہ فرمانے والے ملے کیوں ستاتے ہیں اے دل تجھے وسوسے
پل سے گزریں گے ہم وجد کرتے ہوئے کون کہتا ہے پاؤں پھسل جائے گا
اخترؔ خستہ کیوں اتنا بے چین ہے تیرا آقا شہنشاہِ کونین ہے
لو لگا تو سہی شاہ لولاک سے غم مسرت کے سانچے میں ڈھل جائے گا

بصد ادب پئے تسلیم سر جھکائے فلک

جھکے نہ بارِ صد احساں سے کیوں بنائے فلک
تمہارے ذرے کے پر تو ستارہائے فلک
یہ خاک کوچۂ جاناں ہے جس کے بوسہ کو
نہ جانے کب سے ترستے ہیں دیدہائے فلک

علو و عظمت خاک مدینہ کیا کہئے
اسی تراب کے صدقے ہے اعتدائے فلک

یہ ان کے جلوے کی تھیں گرمیاں شب اسریٰ
نہ لائے تاب نظر بھکے دیدہائے فلک

قدم سے ان کے سر عرش بجلیاں چمکیں
کبھی تھے بند کبھی وا تھے دیدہائے فلک

میں کم نصیب بھی تیری گلی کا کتا ہوں
نگاہ لطف ادھر ہو نہ یوں ستائے فلک

یہ کس کے در سے پھرا ہے تو نجدی بے دیں
برا ہو تیرا ترے سر پہ گر ہی جائے فلک

جو نام لے شہِ عرش بریں کا تو اخترؔ
بصد ادب پے تسلیم سرجھکائے فلک

مناجات کی رات

آج کی رات ضیاؤں کی ہے بارات کی رات
فضل نوشاہ دو عالم کے بیانات کی رات

شب معراج وہ اَوْحیٰ کے اشارات کی رات
کون سمجھائے وہ کیسی تھی مناجات کی رات

چھائی رہتی ہیں خیالوں میں تمہاری زلفیں
کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات

رند پیتے ہیں تری زلف کے سائے میں سدا
کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات

رخ تابان نبی زلف معنبر پہ فدا
روز تابندہ یہ مستی بھری برسات کی رات

دل کا ہر داغ چمکتا ہے قمر کی صورت
کتنی روشن ہے رخ شہ کے خیالات کی رات

ہر شب ہجر لگی رہتی ہے اشکوں کی جھڑی
کوئی موسم ہو یہاں رہتی ہے برسات کی رات

جس کی تنہائی میں وہ شمع شبستانی ہو
رشک صد بزم ہے اس رند خرابات کی رات

بلبل باغ مدینہ کو سنادے اخترؔ
آج کی شب ہے فرشتوں سے مباہات کی رات

کبھی رہتے وہ اس گھر میں

تلاطم ہے یہ کیسا آنسوؤں کا دیدۂ تر میں
یہ کیسی موجیں آئی ہیں تمنا کے سمندر میں

ہجوم شوق کیسا انتظار کوئے دلبر میں
دل شیدا سماتا کیوں نہیں اب پہلو و بر میں

تجسس کروٹیں کیوں لے رہا ہے قلب مضطر میں
مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہنچا میں دم بھر میں

یہ بحثیں ہورہی ہیں میرے دل میں پہلو و بر میں
کہ دیکھیں کون پہنچے آگے آگے شہر دلبر میں

مدینے تک پہنچ جاتا کہاں طاقت تھی یہ پر میں
یہ سرور کا کرم ہے ہے جو بلبل باغ سرور میں

مدینے کی وہ مرگ جانفزا گر ہے مقدر میں
امر ہوجائیں گے مرکے دیار روح پرور میں
جو تو اے طائرِ جاں کام لیتا کچھ بھی ہمت سے
نظر بن کر پہنچ جاتے تجلی گاہ سرور میں
اجالے میں گے ہوتے تجلی گاہ سرور کے
نظر سے چھپ کے ہم رہتے تجلی گاہ سرور میں
نہ رکھا مجھ کو طیبہ کی قفس میں اس ستم گر نے
ستم کیسا ہوا بلبل پہ یہ قید ستم گر میں
ستم سے اپنے مٹ جاؤ گے تم خود اے ستم گارو
سنو ہم کہہ رہے ہیں بے خطر دورِ ستم گر میں
گزرگاہوں میں ان کی میں بچھاتا دیدہ و دل کو
قدم سے نقش بنتے میرے دل میں دیدۂ تر میں
بناتے جلوہ گاہ ناز میرے دیدہ و دل کو
کبھی رہتے وہ اس گھر میں کبھی رہتے وہ اس گھر میں
مدینے سے رہیں خود دور اس کو روکنے والے
مدینے میں خود اخترؔ ہے مدینہ چشمِ اخترؔ میں

تیری چوکھٹ پہ جو سر اپنا جھکا جاتے ہیں

تیری چوکھٹ پہ جو سر اپنا جھکا جاتے ہیں
ہر بلندی کو وہی نیچا دکھا جاتے ہیں
سرفرازی اجل ان کو ملا کرتی ہے
نخوت سر جو ترے در پہ مٹا جاتے ہیں

ڈوبے رہتے ہیں تیری یاد میں جو شام و سحر
ڈوبتوں کو وہی ساحل سے لگا جاتے ہیں
اے مسیحا ترے بیمار ہیں ایسے بیمار
جہاں بھر کا دکھ درد مٹا جاتے ہیں
مرنے والے رخِ زیبا پہ تیرے جان جہاں
عیش جاوید کے اسرار بتا جاتے ہیں
آسماں تجھ سے اٹھائے نہ اٹھیں گے سن لے
ہجر کے صدمے جو عشاق اٹھا جاتے ہیں
ذکر سرکار بھی کیا آگ ہے جس سے سنی
بیٹھے بیٹھے دل نجدی کو جلا جاتے ہیں
جن کو شیرینی میلاد سے گھن آتی ہے
آنکھ کے اندھے انہیں کوّا کھلا جاتے ہیں
دشت طیبہ میں نہیں کیل کا کھٹکا اخترؔ
نازک اندام وہاں برہنہ پا جاتے ہیں

ان کے در کی بھیک اچھی

بو الہوس سن سیم و زر کی بندگی اچھی نہیں
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں
سروری کیا چیز ہے ان کی گدائی کے حضور
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں
ان کی چوکھٹ چوم کر خود کہہ رہی ہے سروری
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

سروری خود ہے بھکارن بندگان شاہ کی
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

سروری پاکر بھی کہتے ہیں گدایان حضور
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

تاج خود را کاسہ کردہ گوید ایں جا تاجور
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

تاج کو کاسہ بناکر تاجور کہتے ہیں یوں
ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

مفتی اعظم یکے از مردمانِ مصطفٰے
اس رضائے مصطفٰے سے دشمنی اچھی نہیں

حجۃ الاسلام اے حامد رضا بابائے من
تم کو بن دیکھے ہماری زندگی اچھی نہیں

خاک طیبہ کی طلب میں خاک ہو یہ زندگی
خاک طیبہ اچھی اپنی زندگی اچھی نہیں

آرزو مندان گل کانٹوں سے بچتے ہیں کہیں
خار طیبہ سے تری پہلو تہی اچھی نہیں

دشت طیبہ کے فدائی سے جناں کا تذکرہ
جو رلا دے خون ایسی دل لگی اچھی نہیں

دشت طیبہ چھوڑ کر میں سیر جنت کو چلوں
رہنے دیجے شیخ جی دیوانگی اچھی نہیں

جو جنون خلد میں کووں کو دے بیٹھے دھرم
ایسے اندھے شیخ جی کی پیروی اچھی نہیں

عقل چوپایوں کو دے بیٹھے حکیم تھانوی
میں نہ کہتا تھا کہ صحبت دیو کی اچھی نہیں

یاد جاناں میں معاذ اللہ ہستی کی خبر
یاد جاناں میں کسی سے آگہی اچھی نہیں

شام ہجراں میں ہمیں ہے جستجو اس مہر کی
چودھویں کے چاند تیری چاندنی اچھی نہیں

طوق تہذیب فرنگی توڑ ڈالو مومنو!
تیرگی انجام ہے یہ روشنی اچھی نہیں

شاخ گل پر ہی بنائیں گے عنادل آشیاں
برق سے کہہ دو کہ ہم سے ضد تری اچھی نہیں

جو پیا کو بھائے اخترؔ وہ سہانا راگ ہے
جس سے نا خوش ہوں پیا وہ راگنی اچھی نہیں

کچھ کریں اپنے یار کی باتیں

کچھ کریں اپنے یار کی باتیں
کچھ دل داغدار کی باتیں

ہم تو دل اپنا دے ہی بیٹھے ہیں
اب یہ کیا اختیار کی باتیں

میں بھی گزرا ہوں دور الفت سے
مت سنا مجھ کو پیار کی باتیں

اہل دل ہی یہاں نہیں کوئی
کیا کریں حال زار کی باتیں

پی کے جام محبت جاناں
اللہ اللہ خمار کی باتیں

مر نہ جانا متاع دنیا پر
سن کے تو مالدار کی باتیں

یوں نہ ہوتے اسیر ذلت تم
سنتے گر ہوشیار کی باتیں

ہر گھڑی وجد میں رہے اختر
کیجئے اس دیار کی باتیں

چشم التفات

جو ان کی طرف مری چشم التفات نہیں
کوئی یہ ان سے کہے چین ساری رات نہیں

بجز نگاہ کرم کے تو کچھ نہیں مانگا
بگڑتے کیوں ہو بگڑنے کی کوئی بات نہیں

بہت ہیں جینے کے انداز پر مرے ہمدم
مزہ نہ ہو جو خودی کا تو کچھ حیات نہیں

بوقت نزع یاں للچا کے دیکھتا کیا ہے
یہ دار فانی ہے راہی اسے ثبات نہیں

اٹھا جو اختر خستہ جہاں سے کیا غم ہے
مجھے بتاؤ عزیزو! کسے ممات نہیں

قسم خدا کی شہا کامیاب ہوجاؤں

تمہارے در پہ جو میں باریاب ہوجاؤں
قسم خدا کی شہا کامیاب ہو جاؤں
جو پاؤں بوسۂ پائے حضور کیا کہنا
میں ذرہ شمس و قمر کا جواب ہو جاؤں
مری حقیقت فانی بھی کچھ حقیقت ہے
مروں تو آج خیال اور خواب ہوجاؤں
جہاں کے قوس قزح سے فریب کھائے کیوں
میں اپنے قلب و نظر کا حجاب ہو جاؤں
جہاں کی بگڑی اسی آستاں پہ بنتی ہے
میں کیوں نہ وقف در آنجناب ہو جاؤں
تمہارا نام لیا ہے تلاطم غم میں
میں اب تو پار رسالت مآب ہو جاؤں
یہ میری دوری بدل جائے قرب سے اخترؔ
اگر وہ چاہیں تو میں باریاب ہو جاؤں

لب جاں بخش کا صدقہ دے دو

لب جاں بخش کا اے جاں مجھے صدقہ دے دو
مژدۂ عیش ابد جان مسیحا دے دو
غم ہستی کا مداوا مرے مولیٰ دے دو
بادۂ خاص کا اک جام چھلکتا دے دو

غرق ہوتی ہوئی ناؤ کو سہارا دے دو
موج تھم جائے خدارا یہ اشارہ دے دو
ہم گنہگار سہی حضرت رضواں لیکن
ان کے بندے ہیں جناں حق ہے ہمارا دے دو
تپش مہر قیامت کو سہیں ہم کیسے
اپنے دامان کرم کا ہمیں سایہ دے دو
بھول جائے جسے پی کر غم دوراں اختؔر
ساقی کوثر و تسنیم وہ صہبا دے دو

اپنے در پہ جو بلاؤ تو بہت اچھا ہو

اپنے در پہ جو بلاؤ تو بہت اچھا ہو
میری بگڑی جو بناؤ تو بہت اچھا ہو
قید شیطاں سے چھڑاؤ تو بہت اچھا ہو
مجھ کو اپنا جو بناؤ تو بہت اچھا ہو
گردش دور نے پامال کیا مجھ کو حضور
اپنے قدموں میں سلاؤ تو بہت اچھا ہو
یوں تو کہلاتا ہوں بندہ میں تمہارا لیکن
اپنا کہہ کے جو بلاؤ تو بہت اچھا ہو
غم پیہم سے یہ بستی مری ویران ہوئی
دل میں اب خود کو بساؤ تو بہت اچھا ہو
کیف اس بادۂ گلنار سے ملتا ہی نہیں
اپنی آنکھوں سے پلاؤ تو بہت اچھا ہو

تم تو مردوں کو جلادیتے ہو میرے آقا
میرے دل کو بھی جلاؤ تو بہت اچھا ہو

جس نے شرمندہ کیا مہر و مہ و انجم کو
اک جھلک پھر وہ دکھاؤ تو بہت اچھا ہو

رو چکا یوں تو میں اوروں کے لئے خوب مگر
اپنی الفت میں رلاؤ تو بہت اچھا ہو

یوں نہ اخترؔ کو پھراؤ مرے مولیٰ در در
اپنی چوکھٹ پہ بٹھاؤ تو بہت اچھا ہو

در جاناں پہ فدائی کو اجل آئی ہو

در جاناں پہ فدائی کو اجل آئی ہو
زندگی آکے جنازے پہ تماشائی ہو

تیری صورت جو تصور میں اُتر آئی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو

نیک ساعت سے اجل عیش ابد لائی ہو
در جاناں پہ کوئی محو جبیں سائی ہو

سنگ در پر ترے یوں ناصیہ فرسائی ہو
خود کو بھولا ہوا جانا ترا شیدائی ہو

خود بخود خلد وہاں کھنچ کے چلی آئی ہو
دشت طیبہ میں جہاں بادیہ پیمائی ہو

موسم مے ہو وہ گیسو کی گھٹا چھائی ہو
چشم میگوں سے پئیں جلسۂ صہبائی ہو

چاندنی رات میں پھرے کا وہ اک دور چلے
بزم افلاک کو بھی حسرت مے آئی ہو

ان کے دیوانے کھلی بات کہاں کرتے ہیں
بات سمجھے وہی جو صاحب دانائی ہو

مہر خاور پہ جمائے نہیں جمتی نظریں
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

دشت طیبہ میں چلوں چل کے گروں گر کے چلوں
ناتوانی مری صد رشک توانائی ہو

گل ہو جب اختؔر خستہ کا چراغ ہستی
اس کی آنکھوں میں تیرا جلوۂ زیبائی ہو

زہے عظمت وافتخار مدینہ

وہ چھائی گھٹا بادہ بار مدینہ
ہے جھوم کر جاں نثار مدینہ

وہ چمکا وہ چمکا منار مدینہ
قریب آرہا ہے دیار مدینہ

نہالیں گنہ گار ابر کرم میں
اٹھا دیکھئے وہ غبار مدینہ

خدا یاد فرمائے سوگند طیبہ
زہے عظمت و افتخار مدینہ

اگر دیکھے رضواں چمن زار طیبہ
کہے دیکھ کر یوں وہ خار مدینہ

مدینے کے کانٹے بھی صد رشک گل ہیں
عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ

نہیں جچتی جنت بھی نظروں میں ان کی
جنہیں بھا گیا خار زار مدینہ

مری جان سے بھی وہ نزدیک تر ہیں
وہ مولائے ہر بے قرار مدینہ

کروں کیا فکر میں غم زندگی کی
میں ہوں بندۂ غم گسار مدینہ

چلا دور ساغر مے ناب چھلکی
رہے تشنہ کیوں بادہ خوار مدینہ

چلا کون خوشبو لٹاتا کہ اب تک
ہے مہکی ہوئی رہ گزار مدینہ

سحر دن ہے اور شام طیبہ سحر ہے
انوکھے ہیں لیل و نہار مدینہ
بلا اخترؔ خستہ حال کو بھی در پر
میں صدقے ترے شہر یار مدینہ

نعرۂ رسالت

صدر بزم کثرت یا رسول اللہ
راز دار وحدت یا رسول اللہ
ہر جہاں کی رحمت یا رسول اللہ
بہترین خلقت یا رسول اللہ
نعرۂ رسالت یا رسول اللہ
محو خواب غفلت یا رسول اللہ
ہوگئی امت یا رسول اللہ
سویا بخت ملت یا رسول اللہ
کیجئے عنایت یا رسول اللہ
نعرۂ رسالت یا رسول اللہ
صاحب ہدایت یا رسول اللہ
چھایا ابر ظلمت یا رسول اللہ
ناتواں ہے امت یا رسول اللہ
کیجئے حمایت یا رسول اللہ
نعرۂ رسالت یا رسول اللہ
در پے شرارت یا رسول اللہ
کفر کی جماعت یا رسول اللہ
ناتواں ہے امت یا رسول اللہ
کیجئے حمایت یا رسول اللہ
نعرۂ رسالت یا رسول اللہ

مالک شفاعت یا رسول اللہ
بیکسوں کی طاقت یا رسول اللہ
میزبان امت یا رسول اللہ
ایک جام شربت یا رسول اللہ
نعرۂ رسالت یا رسول اللہ

آپ کی اطاعت یا رسول اللہ
وہ خدا کی طاعت یا رسول اللہ
جس کو ہو بصیرت یا رسول اللہ
دیکھو شان قربت یا رسول اللہ
نعرۂ رسالت یا رسول اللہ

دید کے ہوں طالب جب خدا سے
موسیٰ
ان سے لن ترانی کہہ دے رب تمہارا
پر تمہارے رب سے تم کو میرے مولیٰ
ہے پیام وصلت یا رسول اللہ
نعرۂ رسالت یا رسول اللہ

کرنا تھا خدا کو ہم پہ آشکارا
آخری نبی ہے اس کو سب سے پیارا
کوئی بھی نبی ہو پچھلی امتوں کا
تم کو سب پہ سبقت یا رسول اللہ
نعرۂ رسالت یا رسول اللہ

تم کو جو بتائے اپنا جیسا انساں
کور چشم ہے وہ دو جہاں کے سلطاں
دیو کا ہے بندہ وہ عدو رحماں
جس کو تم سے نفرت یا رسول اللہ
نعرۂ رسالت یا رسول اللہ

تم ہو نور یزداں شمع بزم امکاں
تم ہو وجہ ہر شے دہر کی رگ جاں
تم سے کوہ و صحرا تم سے یہ گلستاں
تم بقاء خلقت یا رسول اللہ
نعرۂ رسالت یا رسول اللہ

دہر میں ہے کیا شے تم سے جو نہاں ہے
تم پر حال اخترؔ بالیقیں عیاں ہے
بس مری خموشی ہی مری زباں ہے
کیاں کروں شکایت یا رسول اللہ
نعرۂ رسالت یا رسول اللہ

موت بہتر ہے ایسے جینے سے

دور اے دل رہیں مدینے سے
موت بہتر ہے ایسے جینے سے
ان سے میرا سلام کہہ دینا
جاکے تو اے صبا قرینے سے

ہر گل گلستاں معطر ہے
جان گلزار کے پسینے سے

یوں چمکتے ہیں ذرے طیبہ کے
جیسے بکھرے ہوئے نگینے سے

ذکر سرکار کرتے ہیں مومن
کوئی مر جائے جل کے کینے سے

بارگاہ خدا میں کیا پہونچے
گر گیا جو نبی کے زینے سے

پیجئے چشم ناز سے ان کی
میکشوں کا بھلا ہے پینے سے

اس تجلی کے سامنے اختؔر
گل کو آنے لگے پسینے سے

صبا یہ کیسی چلی آج دشت بطحا سے

صبا یہ کیسی چلی آج دشت بطحا سے
امنگ شوق کی اٹھتی ہے قلب مردہ سے

نہ بات مجھ سے گل خلد کی کر اے زاہد
کہ میرا دل ہے نگار خار زار طیبہ سے

یہ بات مجھ سے مرے دل کی کہہ گیا زاہد
بہار خلد بریں ہے بہار طیبہ سے

یہ کس کے دم سے ملی ہے جہاں کو تابانی
مہ و نجوم ہیں روشن منار طیبہ سے

فدائیوں کو یہ ضد کیا کہ پردہ اٹھ جائے
ہزار جلوے نمایاں حجاب آقا سے
جو ہیں مریض محبت یہاں چلے آئیں
صدا یہ آتی ہے سن لو مزار مولیٰ سے
کنارا ہو گیا پیدا اسی جگہ فوراً
کبھی جو ہم نے پکارا میان دریا سے
نہ فیض راہ محبت میں تو نے کچھ پایا
کنارا کیوں نہیں کرتا تو اہل دنیا سے
پس ممات نہ بدنام ہو ترا اخترؔ
الٰہی اس کو بچالینا طعنِ اعداء سے

صدقے جاؤں میں انیس شب تنہائی کے

میری خلوت میں مزے انجمن آرائی کے
صدقے جاؤں میں انیس شب تنہائی کے
ان کے صدقے میں ملا مول انوکھا مجھ کو
ہوگئے دونوں جہاں آپ کے شیدائی کے
سر ہے سجدے میں خیال رخ جاناں دل میں
ہم کو آتے ہیں مزے ناصیہ فرسائی کے
سجدہ بے الفت سرکار عبث اے نجدی
مہر لعنت ہیں یہ سب داغ جبیں سائی کے
دشت طیبہ میں گمادے مجھے اے جوش جنوں
خوب لینے دے مزے بادیہ پیمائی کے

وہ رگ جان دو عالم ہیں بڑے بھائی نہیں
ہیں یہ سب پھندے بُرے تیرے بڑے بھائی کے
میں تو ہوں بلبل بستان مدینہ اخترؔ
حوصلے مجھ کو نہیں قافیہ آرائی کے

مدینہ آنے والا ہے

سنبھل جا اے دل مضطر مدینہ آنے والا ہے
لٹا اے چشم تر گوہر مدینہ آنے والا ہے
قدم بن جائے میرا سر مدینہ آنے والا ہے
بچھوں رہ میں نظر بن کر مدینہ آنے والا ہے
جو دیکھے ان کا نقش پا خدا سے وہ نظر مانگوں
چراغ دل چلوں لے کر مدینہ آنے والا ہے
کرم ان کا چلا یوں دل سے کہتا راہ طیبہ میں
دل مضطر تسلی کر مدینہ آنے والا ہے
نچھاور ہیں مدینہ کی یہ میرا دل مری آنکھیں
نچھاور ہوں مدینہ پر مدینہ آنے والا ہے
الٰہی میں طلب گار فنا ہوں خاک طیبہ میں
الٰہی کر نثار در مدینہ آنے والا ہے
مدینہ کو چلا میں بے نیاز رہبر منزل
رہ طیبہ ہے خود رہبر مدینہ آنے والا ہے
مجھے کھینچے لئے جاتا ہے شوق کوچۂ جاناں
کھنچا جاتا ہوں میں یکسر مدینہ آنے والا ہے

وہ چمکا گنبد خضریٰ وہ شہر پر ضیاء آیا
اجالے اب نور میں پیکر مدینہ آنے والا ہے
جہاں سے بے خبر ہو کر چلو خلد مدینہ میں
چلو اب ہوش کی پی کر مدینہ آنے والا ہے
مدینے میں کھلے باب حیات نو بطرز نو
بدل ڈالو کہن دفتر مدینہ آنے والا ہے
ذرا اے مرکب عمر رواں چل برق کی صورت
دکھا پرواز کے جوہر مدینہ آنے والا ہے
طلب گار مدینہ تک مدینہ خود ہی آجائے
تو دنیا سے کنارہ کر مدینہ آنے والا ہے
مدینہ آگیا اب دیر کیا ہے صرف اتنی سی
تو خالی کر یہ دل کا گھر مدینہ آنے والا ہے
فلک شاید زمیں پر رہ گیا خاک گزر بن کر
بچھے ہیں راہ میں اختر مدینہ آنے والا ہے
فضائیں مہکی ہیں ہوائیں بھینی بھینی ہیں
بسی ہے کیسی مشک تر مدینہ آنے والا ہے
قمر آیا ہے شاید ان کے تلووں کی ضیاء لینے
بچھا ہے چاند کا بستر مدینہ آنے والا ہے
محمد کے گدا کچھ فرش والے ہی نہیں دیکھو
وہ آتا ہے شہ خاور مدینہ آنے والا ہے
غبار راہ انور کس قدر پرنور ہے اختؔر
تنی ہے نور کی چادر مدینہ آنے والا ہے

بادۂ عشق مصطفےٰ

پی کے جو مست ہوگیا بادۂ عشق مصطفیٰ
اس کی خدائی ہوگئی اور وہ خدا کا ہوگیا

کہہ دیا قاسم انا دونوں جہاں کے شاہ نے
یعنی در حضور پہ بٹتی ہے نعمت خدا

عرصۂ حشر میں کھلی ان کی وہ زلف عنبریں
مینہ وہ جھوم کر گرا چھائی وہ دیکھئے گھٹا

گردش چشم ناز میں صدقے ترے یہ کہہ تو دے
لے چلو اس کو خلد میں یہ تو ہمارا ہوگیا

سرکار دو عالم کی محبت

نہاں جس دل میں سرکار دو عالم کی محبت ہے
وہ خلوت خانۂ مولیٰ ہے وہ دل رشک جنت ہے

خلائق پر ہوئی روشن ازل سے یہ حقیقت ہے
دو عالم میں تمہاری سلطنت ہے بادشاہت ہے

خدا نے یاد فرمائی قسم خاک کف پا کی
ہوا معلوم طیبہ کی دو عالم پر فضیلت ہے

سوائے میرے آقا کے سبھی کے رشتے ہیں فانی
وہ قسمت کا سکندر ہے جسے آقا سے نسبت ہے

یہی کہتی ہے رندوں سے نگاہ مست ساقی کی
در میخانہ وا ہے میکشوں کی عام دعوت ہے

غمِ شاہ دنیٰ میں مرنے والے تیرا کیا کہنا
تجھے لَاتَحْزَنُوْا کی تیرے مولیٰ سے بشارت ہے
اٹھے شور مبارکباد ان سے جا ملا اخترؔ
غمِ جاناں میں کس درجہ حسیں انجام فرقت ہے

مست مے الست

مست مے الست ہے وہ بادشاہ وقت ہے
بندۂ در جو ہے ترا وہ بے نیاز بخت ہے
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
ان کی گدائی کے طفیل ہم کو ملی سکندری
رنگ یہ لائی بندگی اوج پہ اپنا بخت ہے
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
گردش دور یانبی ویران دل کو کر گئی
تاب نہ مجھ میں اب رہی دل میرا لخت لخت ہے
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
غنچۂ دل کھلائیے جلوۂ رخ دکھائیے
جام نظر پلائیے تشنگی مجھ کو سخت ہے
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
اخترؔ خستہ طیبہ کو سب چلے تم بھی اب چلو
جذب سے دل کے کام لو اٹھو کہ وقت رفت ہے
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

جان بہاراں

شہنشاہ دو عالم کا کرم
ہے
مرے دل کو میسر ان کا غم
ہے

یہیں رہتے ہیں وہ جان بہاراں
یہ دنیا دل کی رشک صد ارم ہے

بھلا دعوے ہیں ان سے ہمسری کے
سر عرش بریں جن کا قدم
ہے

یہ دربار نبی ہے جس کے آگے
نہ جانے عرش اعظم کب سے خم ہے

ترس کھاؤ میری تشنہ لبی پر
مری پیاس اور اک جام! کم
ہے

دل بیتاب کو بہلاؤں کیسے
بڑھے گی اور بے تابی ستم ہے

یہاں قابو میں رکھ دل کو اختؔر
یہ دربار شاہ امم ہے

تاروں کی انجمن میں یہ بات ہو رہی ہے

تاروں کی انجمن میں یہ بات ہو رہی
ہے
مرکز تجلیوں کا خاک در نبی
ہے

ذرے یہ کہہ رہے ہیں اس نور کے قدم سے
یہ آب و تاب لے کر ہم نے جہاں کو دی ہے

یکتا ہیں جس طرح وہ ہے ان کا غم بھی یکتا
خوش ہوں کہ مجھ کو دولت انمول مل گئی ہے
پھر کیوں کہوں پریشاں ہو کر بقول شخصے
یکتا کے غم میں اب بھی بے کیف زندگی ہے

ایک بجلی چمک رہی ہے

وہی تبسم وہی ترنم وہی نزاکت وہی لطافت
وہی ہیں دزدیدہ سی نگاہیں کہ جس سے شوخی ٹپک رہی ہے
گلوں کی خوشبو مہک رہی ہے دلوں کی کلیاں چٹک رہی ہیں
نگاہیں اٹھ اٹھ کے جھک رہی ہیں کہ ایک بجلی چمک رہی ہے

یہ مجھ سے کہتی ہے دل کی دھڑکن کہ دست ساقی سے جام لے لے
وہ دور ساغر کا چل رہا ہے شراب رنگیں چھلک رہی ہے
یہ میں نے مانا حسین و دلکش سماں یہ مستی بھرا ہے لیکن
خوشی میں حائل ہے فکر فردا مجھے یہ مستی کھٹک رہی ہے

نہ جانے کتنے فریب کھائے راہ الفت میں ہم نے اخترؔ
پر اپنی مت کو بھی کیا کریں ہم فریب کھا کر بہک رہی ہے

اے نسیم کوئے جاناں

ترے دامن کرم میں جسے نیند آ گئی ہے
جو فنا نہ ہوگی ایسی اسے زندگی ملی ہے
مجھے کیا پڑی کسی سے کروں عرض مدعا میں
مری لو تو بس انہیں کے درجود سے لگی ہے

وہ جہان بھر کے داتا مجھے پھیر دیں گے خالی
مری توبہ اے خدا! یہ مرے نفس کی بدی ہے

جو پے سوال آئے مجھے دیکھ کر یہ بولے
اسے چین سے سلاؤ کہ یہ بندۂ نبی ہے

میں مروں تو میرے مولیٰ یہ ملائکہ سے کہہ دیں
کوئی اس کو مت جگانا ابھی آنکھ لگ گئی ہے

میں گناہ گار ہوں اور بڑے مرتبوں کی خواہش
تو مگر کریم ہے خو تری بندہ پروری ہے

تری یاد تھپکی دے کر مجھے اب شہا سلا دے
مجھے جاگتے ہوئے یوں بڑی دیر ہوگئی ہے

اے نسیم کوئے جاناں ذرا سوئے بدنصیباں
چلی آ کھلی ہے تجھ پہ جو ہماری بے کسی ہے

ترا دل شکستہ اختؔر اسی انتظار میں ہے
کہ ابھی نوید وصلت ترے در سے آرہی ہے

فرقت طیبہ کی وحشت دل سے جائے خیر سے

فرقت طیبہ کی وحشت دل سے جائے خیر سے
میں مدینہ کو چلوں وہ دن پھر آئے خیر سے

دل میں حسرت کوئی باقی رہ نہ جائے خیر سے
راہ طیبہ میں مجھے یوں موت آئے خیر سے

میرے دن پھر جائیں یارب! شب وہ آئے خیر سے
دل میں جب ماہ مدینہ گھر بنائے خیر سے

رات میری دن بنے ان کی لقائے خیر سے
قبر میں جب ان کی طلعت جگمگائے خیر سے

ہیں غنی کے در پہ ہم بستر جمائے خیر سے
خیر کے طالب کہاں جائیں گے جائے خیر سے

وہ خرام ناز فرمائیں جو پائے خیر سے
کیا بیاں وہ زندگی ہو دل جو پائے خیر سے

مر کے بھی دل سے نہ جائے الفت باغ نبی
خلد میں بھی باغ جاناں یاد آئے خیر سے

رنج و غم ہوں بے نشاں آئے بہار بے خزاں
میرے دل میں باغ جاناں کی ہوائے خیر سے

اس طرف بھی دو قدم جلوے خرام ناز کے
رہ گزر میں ہم بھی ہیں آنکھیں بچھائے خیر سے

انتظار ان سے کہے ہے بزبان چشم نم
کب مدینہ میں چلوں کب تو بلائے خیر سے

شام تنہائی بنے رشک ہزاراں انجمن
یادِ جاناں دل میں یوں دھومیں مچائے خیر سے

فرقت طیبہ کے ہاتھوں جیتے جی مردہ ہوئے
موت یا رب ہم کو طیبہ میں جلائے خیر سے

ہو مجھے سیر گلستان مدینہ یوں نصیب
میں بہاروں میں چلوں خود کو گمائے خیر سے

زندہ باد اے آرزوئے باغ طیبہ زندہ باد
تیرے دم سے ہیں زمانے کے ستائے خیر سے

نجدیوں کی چیرہ دستی یا الٰہی! تابکے
یہ بلائے نجدیہ طیبہ سے جائے خیر سے
جھانک لو آنکھوں میں ان کی حسرت طیبہ لئے
زائر طیبہ ضیائے طیبہ لائے خیر سے
ہے یہ طیبہ کا پیام طالب عیش دوام
جنت طیبہ میں آ ہستی مٹائے خیر سے
سنگ در سے آ ملے طیبہ میں اب تو جا ملے
آگئے در پہ ترے تیرے بلائے خیر سے
گوش بر آواز ہوں قدسی بھی اس کے گیت پر
باغ طیبہ میں جب اخترؔ گنگنائے خیر سے

سامان عشرت کیجئے

اپنے رندوں کی ضیافت کیجئے   جام نظارہ عنایت کیجئے
ساقی کوثر دہائی آپ کی   سوختہ جانوں پہ رحمت کیجئے
دیجئے میری محبت کو ہوا   اس طرف چشم محبت کیجئے
قید غم میں خوش رہوں میں عمر بھر   یوں گرفتار محبت کیجئے
خود کو بھولوں آپ کی الفت میں میں   مجھ کو یوں مدہوش الفت کیجئے
کیجئے اپنا محض اپنا مجھے   قطع میری سب سے نسبت کیجئے
دفع ہو طیبہ سے یہ نجدی بلا   یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) عجلت کیجئے
مانگ لیجے خاک طیبہ میں جگہ   خاک میں سامان عشرت کیجئے
ان پہ مرنا ہے دوام زندگی   موت سے پھر کیوں نہ الفت کیجئے
جان لینے آئیں وہ جان جہاں   موت سے پھر کیسے نفرت کیجئے

زندگی ہے سد راہ دوستاں کس لئے جینے کی حسرت کیجئے
ان پہ مرجانے کی رکھئے آرزو یوں سدا جینے کی صورت کیجئے
ظلمتوں میں روشنی کے واسطے داغ سینہ کی حفاظت کیجئے
آتش دوزخ بجھانے کے لئے تیز تر نار محبت کیجئے
تیز کیجیے سینۂ نجدی کی آگ ذکر آیات ولادت کیجئے
کیجئے یاد ختام الانبیاء ختم یوں ہر رنج و کلفت کیجئے
طے ہو نام پاک پر میری کتاب یہ کرم ختم رسالت کیجئے
جد بوصل دائم یا سیدی ختم اب یہ دور فرقت کیجئے
انتظار جانِ جاں ہے جان کو یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے
دیں گے وہ خود ہی محبت کا صلہ مرتے دم ان کی زیارت کیجئے
ٹھنڈے ٹھنڈے خوشبوؤں میں بس چلیں یاد گیسو وقت رحلت کیجئے
غوث اعظم آپ سے فریاد ہے دستگیری میرے حضرت کیجئے

رحلت اخؔتر کا ہنگام آ گیا
سایۂ رحمت میں رخصت کیجئے

بہار بے خزاں

ہمارے باغ ارماں میں بہار بے خزاں آئے
کبھی جو اس طرف خندان وہ جان گلستاں آئے

وہ جان یوسف آ جائے اگر میرے تصور میں
خدا رکھے وہیں کھنچ کر بہار دوجہاں آئے

کوئی دیکھے مری آنکھوں سے یہ اعزاز آقا کا
سلامی کو در حضرت پہ شاہ قدسیاں آئے

جمال روئے جاناں دیکھ لوں کچھ ایسا ساماں ہو
کبھی تو بزم دل میں یا خدا! آرام جاں آئے
الٰہی! اپنی ستاری کا تجھ کو واسطہ سن لے
سر محشر نہ بندے کا گنہ کوئی عیاں آئے
کرم سے اس کمینے کی بھی مولیٰ لاج رکھ لینا
ترا اختؔر ترے سایہ میں شاہ دوجہاں آئے

فرشتے جس کے زائر ہیں

فرشتے جس کے زائر ہیں مدینے میں وہ تربت ہے
یہ وہ تربت ہے جس کو عرش اعظم پر فضیلت ہے
بھلا دشت مدینہ سے چمن کو کوئی نسبت ہے
مدینے کی فضا رشک بہار باغ جنت ہے
مدینہ گر سلامت ہے تو پھر سب کچھ سلامت ہے
خدا رکھے مدینے کو اسی کا دم غنیمت ہے
مدینہ ایسا گلشن ہے جو ہر گلشن کی زینت ہے
بہار باغ جنت بھی مدینے کی بدولت ہے
مدینہ چھوڑ کر سیر جناں کی کیا ضرورت ہے
یہ جنت سے بھی بہتر ہے یہ جیتے جی کی جنت ہے
ہمیں کیا حق تعالیٰ کو مدینے سے محبت ہے
مدینے سے محبت ان سے الفت کی علامت ہے
گدا گر ہے جو اس گھر کا وہی سلطان قسمت ہے
گدائی اس در والا کی رشک بادشاہت ہے

جو مستغنی ہوا ان سے مقدر اس کا خیبت ہے
خلیل اللہ کو ہنگام محشر ان کی حاجت ہے

الٰہی! وہ مدینہ کیسی بستی ہے دکھا دینا
جہاں رحمت برستی ہے جہاں رحمت ہی رحمت ہے

مدینہ چھوڑ کر جنت کی خوشبو مل نہیں سکتی
مدینے سے محبت ہے تو جنت کی ضمانت ہے

زمیں پر وہ **محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں وہ **احمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آسمانوں میں
یہاں بھی ان کا چرچا ہے وہاں بھی ان کی مدحت ہے

یہاں بھی ان کی چلتی ہے وہاں بھی ان کی چلتی ہے
مدینہ راجدھانی ہے دو عالم پر حکومت ہے

غضب ہی کردیا اخترؔ مدینے سے چلے آئے
یہ وہ جنت ہے جس کی عرش والوں کو بھی حسرت ہے

مدینہ چھوڑ کر اخترؔ بھلا کیوں جائیں جنت کو
یہ جنت کیا ہر اک نعمت مدینے کی بدولت ہے

شمیم زلف نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

شمیم زلف نبی لا صبا مدینے سے
مریض ہجر کو لا کر سونگھا مدینے سے

یہ آرہی ہے میرے دل کی صدا مدینے سے
ہر اک دکھ کی ملے گی دوا مدینہ سے

مدینہ کہتا ہے ہمدم نہ جا مدینے سے
تجھے ہے عیش ابد کی صلا مدینہ سے

نسیم مست چلے دلربا مدینے سے
بہار دل میں بسے دل کشا مدینے سے
نسیم مست چلے دلربا مدینے سے
بہار و باغ بنے دل مرا مدینے سے
اٹھاؤ بادہ کشو! ساغر شراب کہن
وہ دیکھو جھوم کے آئی گھٹا مدینے سے
مدینہ جان و جنان جہاں ہے وہ سن لیں
جنہیں جنون جناں لے چلا مدینے سے
فضائے دھر کو گھیرا ہے جس کی موجوں نے
وہ سیل نور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) چلا مدینے سے
جہاں بھر کے سکھانے کو خسروی کے اصول
غبار خاک نشیناں اٹھا مدینے سے
تیرے کرم کے میں قرباں یہ حکم فرمادیں
نہ جائے گا مرا اختر رضا مدینے سے

مری چشم کان گوہر ہو رہی ہے

نظر پہ کسی کی نظر ہو رہی ہے
مری چشم کان گوہر ہو رہی ہے
مرے خفیہ نالوں کو وہ سن رہے ہیں
عنایت کسی کی ادھر ہو رہی ہے
وہ طیبہ میں مجھ کو طلب کر رہے ہیں
طلب میری اب معتبر ہو رہی ہے

ہوا طالب طیبہ مطلوب طیبہ
طلب تیری اے منتظر ہو رہی ہے

مدینے میں ہوں اور پچھلا پہر ہے
شب زندگی کی سحر ہو رہی ہے
نئی زندگی کی وہ مے دے رہے ہیں
مری زندگانی امر ہو رہی ہے
مدینے سے میری بلا جائے اخترؔ
مری زندگی وقف در ہو رہی ہے

اک نظر مہر درخشانِ جمال

اس طرف بھی اک نظر مہر درخشانِ جمال
ہم بھی رکھتے ہیں بہت مدت سے ارمانِ جمال
تم نے اچھوں پہ کیا ہے خوب فیضانِ جمال
ہم بدوں پر بھی نگاہ لطف سلطانِ جمال
اک اشارے سے کیا شق ماہ تاباں آپ نے
مرحبا صد مرحبا صل علیٰ شانِ جمال
تیری جاں بخشی کے صدقے اے مسیحائے زماں
سنگریزوں نے پڑھا کلمہ ترا جانِ جمال
کب سے بیٹھے ہیں لگائے لو در جاناں پہ ہم
ہائے کب تک دید کو ترسیں فدایانِ جمال
فرش آنکھوں کا بچھاؤ رہ گزر میں عاشقو!
ان کے نقش پا سے ہوگے مظہر شانِ جمال

مر کے مٹی میں ملے وہ نجدیو! بالکل غلط
حسب سابق اب بھی ہیں مرقد میں سلطانِ جمال
گرمی محشر گنہگارو! ہے بس کچھ دیر کی
ابر بن کر چھائیں گے گیسوئے سلطانِ جمال
کر کے دعویٰ ہمسری کا کیسے منہ کے بل گرا
مٹ گیا وہ جس نے کی توہین سلطانِ جمال
حاسدان شاہ دیں کو دیجئے اختر جواب
در حقیقت مصطفیٰ پیارے ہیں سلطان جمال

مہر انور ایڑیاں

عرش پر ہیں ان کی ہر سو جلوہ گستر ایڑیاں
گہہ بہ شکل بدر ہیں گہہ مہر انور ایڑیاں
میں فدا کیا خوب ہیں تسکین مضطر ایڑیاں
روتی صورت کو ہنسا دیتی ہیں اکثر ایڑیاں
دافع ہر کرب و آفت ہیں وہ یاور ایڑیاں
بندۂ عاصی پہ رحمت بندہ پرور ایڑیاں
غنچۂ امید ان کی دید کا ہوگا کبھی
پھول کہ ہیں اب نظر میں ان کی خوشتر ایڑیاں
نور کے ٹکڑوں پہ ان کے بدر و اختر بھی فدا
مرحبا کتنی ہیں پیاری ان کی دلبر ایڑیاں
یا خدا تا وقت رخصت جلوہ افگن ہی رہیں
آسمان نور کی وہ شمس اظہر ایڑیاں

ان کی رفعت واہ واہ کیا بات اخترؔ دیکھ لو
عرش اعظم پر بھی پہنچیں ان کی برتر ایڑیاں

گر ہمیں ذوق طلب سا رہنما ملتا نہیں

گر ہمیں ذوقِ طلب سا رہنما ملتا نہیں
راستہ ملتا نہیں اور مدعا ملتا نہیں

جھک کے مہر و ماہ گویا دے رہے ہیں یہ صدا
دوسرا میں کوئی تم سا دوسرا ملتا نہیں

ابتغوا فرما کے گویا رب نے یہ فرمادیا
بے وسیلہ نجدیو! ہر گز خدا ملتا نہیں

ان سے امید وفا اے دل محض بیکار ہے
اہل دنیا سے محبت کا صلہ ملتا نہیں

کس نے تجھ سے کہہ دیا دل بے غرض آتے ہیں وہ
بے غرض نادان کوئی بے وفا ملتا نہیں

دیکھتے ہی دیکھتے سب اپنے بیگانے ہوئے
اب تو ڈھونڈے سے بھی کوئی آشنا ملتا نہیں

لو لگاتا کیوں نہیں باب شہِ کونین سے
ہاتھ اٹھا کر دیکھ تو پھر ان سے کیا ملتا نہیں

تیرے میخانے میں جو کھینچی تھی وہ مے کیا ہوئی
بات کیا ہے آج پینے کا مزہ ملتا نہیں

ساقیا تیری نگاہ ناز مے کی جان تھی
پھیر لی تو نے نظر تو وہ نشہ ملتا نہیں

پینے والے دیکھ پی کر آج ان کی آنکھ سے
پھر یہ عالم ہوگا کہ خود کا پتہ ملتا نہیں

اخترؔ خستہ عبث در در پھرا کرتا ہے تو
جز در احمد کہیں سے مدعا ملتا نہیں

در احمد پہ اب میری جبیں ہے

در احمد پہ اب میری جبیں ہے
مجھے کچھ فکر دو عالم نہیں ہے

مجھے کل اپنی بخشش کا یقیں ہے
کہ الفت ان کی دل میں جاگزیں ہے

بہاریں یوں تو جنت میں ہیں لاکھوں
بہار دشت طیبہ پر کہیں ہے

میں وصف ماہ طیبہ کر رہا ہوں
بلا سے گر کوئی چیں بر جبیں ہے

عبث جانا ہے تو غیروں کی جانب
کہ باب رحمت رحماں یہیں ہے

گنہگارو نہ گھبراؤ کہ اپنی
شفاعت کو شفیع المذنبیں ہے

فریب نفس میں ہمدم نہ آنا
بچے رہنا یہ مار آستیں ہے

دل بیتاب سے اخترؔ یہ کہہ دو
سنبھل جائے مدینہ اب قریں ہے

نور ہی نور ہے ضیا ہی ہے

تخت زریں ہے نہ تاج شاہی ہے
کیا فقیرانہ بادشاہی ہے
فقر پر شان یہ کہ زیرنگیں
ماہ سے لے کے تابماہی ہے

روئے انور کے سامنے سورج
جیسے اک شمع صبح گاہی ہے
سایۂ ذات کیوں نظر آئے
نور ہی نور ہے ضیا ہی ہے

ریت آقا کی چھوڑ دی ہم نے
اپنی مہمان اب تباہی ہے
اک نگاہ کرم سے مٹ جائے
دل پہ اخترؔ کے جو سیاہی ہے

قطعہ

سویا نہیں میں رات بھر عشق حضور میں
کیسا یہ رت جگا رہا کیف و سرور میں
پچھلے پہر جو مرگیا ان کا وہ جانثار
سرگوشیاں یہ کیا ہوئیں غلمان و حور میں

منور ہوگیا عالم

تمہارے رخ کے جلووں سے منور ہوگیا عالم
مگر کیونکر گھٹا غم کی مرے دل سے نہیں چھٹتی

کروں اختر شماری انتظار صبح میں کب تک
الٰہی ہے یہ کیسی رات کہ کاٹے نہیں کٹتی

نہ گھبرا حادثات دہر سے اتنا مرے ہمدم
یہ دنیا ہے کبھی یہ ایک حالت پر نہیں رہتی

قطعہ

جبین وہابی پہ دل کی سیاہی
نمایاں ہوئی جیسے ہو مہر شاہی

کہ ایں سجدہ ہائے بغیر محبت
نہ یابند ہرگز قبول از الٰہی

بزم یار کا عالم

نت نئی ایک الجھن ہے
اف غم روزگار کا عالم

کیف و مستی میں غرق یہ دنیا
جانے کیا دل فگار کا عالم

اے خدا! تجھ پہ خوب ظاہر ہے
ہے جو مجھ سوگوار کا عالم

جان گلشن نے ہم سے منہ موڑا
اب کہاں وہ بہار کا عالم
اب کہاں وہ چھلکتے پیمانے
اب کہاں وہ خمار کا عالم
ہائے کیا ہوگیا گھڑی بھر میں
وہ شکیب و قرار کا عالم
دار فانی سے کیا غرض اس کو
جس کا عالم قرار کا عالم
اب وہ رنگینیاں نہیں یا رب!
کیا ہوا بزم یار کا عالم
یاد آتا ہے وقت غم اخترؔ
رخصت غم گسار کا عالم

زاری پیہم کیا ہے

میری میت پہ یہ احباب کا ماتم کیا ہے
شور کیسا ہے یہ اور زاری پیہم کیا ہے
وائے حسرت دم آخر بھی نہ آکر پوچھا
مدعا کچھ تو بتا دیدۂ پر نم کیا ہے
کچھ بگڑتا تو نہیں موت سے اپنی یارو
ہمصفیران گلستاں نہ رہے ہم کیا ہے
ان خیالات میں گم تھا کہ جھنجھوڑا مجھ کو
ایک انجان سی آواز نے اک دم کیا ہے

کون ہوتا ہے مصیبت میں شریک و ہمدم
ہوش میں آ یہ نشہ سا تجھے ہر دم کیا ہے

کیف و مستی میں یہ مدہوش زمانے والے
خاک جانیں غم و آلام کا عالم کیا ہے

ان سے اُمید وفا ہائے تیری نادانی
کیا خبر ان کو یہ کردار معظم کیا ہے

وہ جو ہیں ہم سے گریزاں تو بلا سے اپنی
جب یہی طور جہاں ہے تو بھلا غم کیا ہے

میٹھی باتوں پہ نہ جا اہل جہاں کی اخترؔ
عقل کو کام میں لا غفلت پیہم کیا ہے

نظارے بدل گئے

غیر اپنے ہوگئے جو ہمارے بدل گئے
نظریں بدل گئیں تو نظارے بدل گئے

کس کو سنایئے گا یہاں غم کی داستان
جو غم میں ساتھ دیتے وہ سارے بدل گئے

ڈھونڈے سے پایئے گا نہ پہلی سی مستیاں
بدلی شراب کہنہ وہ پیالے بدل گئے

اس دور مصلحت میں وفا کوئی شے نہیں
گاہے ہوئے ہمارے تو گاہے بدل گئے

اخترؔ لگایئے لو نبی کریم سے
کیا فکر اہل دنیا جو ستارے بدل گئے

اشک رواں

سوز نہاں اشک رواں آہ و فغاں دیتے ہیں
کیوں محبت کا صلہ اہل جہاں دیتے ہیں
کون رکھتا تری اس خاص عنایت کا بھرم
بس ہمیں داد ستم گریہ کناں دیتے ہیں
اب پس مرگ ابھرتے ہیں یہ دیرینہ نقوش
ہم فنا ہوکے بھی ہستی کا نشاں دیتے ہیں
کفر ہے دیکھ یہ خوف اور رجا ان سے ندیم
بت بھی کیا تجھ کو بھلا سودوزیاں دیتے ہیں

راہ الفت میں

نہیں جاتی کسی صورت پریشانی نہیں جاتی
الٰہی! میرے دل کی خانہ ویرانی نہیں جاتی
نہ جانے کس قدر صدمے اٹھائے راہ الفت میں
نہیں جاتی مگر دل کی وہ نادانی نہیں جاتی
پیئے بن ہی یہاں مستی کا یہ عالم معاذاللہ
قریب مرگ بھی وہ چال مستانی نہیں جاتی
ہزاروں درد سہتا ہوں اسی امید میں اخترؔ
کہ ہرگز رائیگاں فریاد روحانی نہیں جاتی

منظر اسلام

منبع نور رسالت منظر اسلام ہے
درس گاہ علم و سنت منظر اسلام ہے
قبلہ گاہ دین و ملت منظر اسلام ہے
مرکز اصلاح خلقت منظر اسلام ہے
یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام ہے

ایضاً

دور سے آتا یہاں ہر ایک تشنہ کام ہے
بادۂ حب نبی کا اس کو ملتا جام ہے
آپ کٹ جاتا ہے اس سے جو بھی نافر جام ہے
منکروں کے واسطے یہ تیغ خوں آشام ہے
جیسا اس کا نام ہے ویسا ہی اس کا کام ہے

عربی نعت

رسولَ اللّٰہ یا کنزَ الأمانی
علی أعتابکم وقف المُعانی

بھٰذا الباب یعتزّ الذلیل
لھٰذا الباب یٔاتی کل عان

لھٰذا الباب اِنتدب الرحیم
ذوی الأوزار من قاص ودان

رسولَ الله اِنّى مستجير
لدى أعتابكم من كل جان

رسول الله فامنعنى وكن لى
معينا خير عون فے الزمان

لكم جاءت رواحلنا حفافأ
وكم صدرت محملة عوانى

وكم فاضت بحارک كل حين
وكم جادت سماءک كل آن

فداكم مهجتى أنتم عمادى
مرادى بغيتى كنزى أمانى

الا تحيون من قلبى مواتا
الأ تاتون مندرس المكان

ولازالت بحاركم تفيض
وأمطار الندى مرّ الأوان

اما للشمس فى ليلى شروق
الا ما يجلو محياكم كيانى

وكم جليتم عمى العيون
وكم أحييتم ميت الجنان

رسولَ الله انّى مستحِبّ
مدينتَكم علٰى روضَ الجنان

رسول الله جودوا بالوصال
كفٰى من هجركم ما قد أعانى

يَا مُجِيبُ يَا مُجَابُ

يَا مُجِيْبُ يا مُجَابُ أنتَ نِعْمَ المُستَنَابُ
يَا رَسولَ اللّٰهِ حقّاً أنتَ لِلنَّعْمَاءِ بابُ
أنُتَ مَأتَاهَا وَحيدًا فِى الوَرٰى أنتَ المَآبُ
بِالْهُدٰى وَالحقِّ وافٰى الْخَلْقَ مَرْءٌ لا يُرَابُ
خِيْرَةٌ لِلّٰهِ فِيْنَا أَلْجَمِيْعُ مِنْهُ طَابُوْا
أحْمَدُ الْمُخْتَارُ حِبّیْ مَنْ لَّهٗ وَجْهُ يُّهَابُ
شَعْرُهٗ مِثْلُ السَّحَابِ وَرُضَا بُهٗ شَرَابُ
صَدْرُهٗ الْمِشْكَاةُ فِيْهَا شَمْعَةٌ لابَلْ شِهَابُ
جُوْدُهٗ فَاقَ الْجَوَادِیْ وَبِهٖ جَادَ السَّحَابُ
قَلُّهٗ مَالَا يُحَدُّ كَثْرُهٗ بَحْرٌ عُبَابُ
فَضْلُهٗ دَوْمًا مَزِيْدُ لَيْسَ يُحْصِيْهِ حِسَابُ
وَمَزَارُهٗ أمَانُ وَلِمَنْ عَصٰی مَتَابُ
أخْتَرُ الْجَانِیْ أتَاکَ فَانُفِ عَنْهُ يُعَابُ

عربی سلام

هادیَ السبلِ يا مَنار سَلام
عدَدَ البرِّ والبحارِ سَلام

يَتَوالٰی عَليکَ من قلبی
ما ترنم الهزارُ سَلام

قدرَ السماءِ والارضِ
عدَدَ الليلِ والنهارِ سَلام

بل عليك سائرَ الدهر
عدَد الزحفِ والفرارِ سَلام

يا سراجُ المنير من ربّى
من به العالمُ اسْتنار سَلام

يا رسولَ الأنام أحمدهم
قدوة القادة الخيار سلام

يا معينا لكل ملهوف
خيرَ جار لذى استجار سَلام

يا صبا بلّغى إلى حبّى
من بعيد عن الديار سَلام

هائم فى طلاب طيبة
مستهام له الجوار سَلام

مُهجتى بُنيتى وعائلتى
كلّها تُقرئ المزار سَلام

جاء ت العصاة سدتكم
يستجيرون يا مجار سَلام

منكم ترتجىٰ شفاعتكم
للجناة الكبار سَلام

ويتوبون من ذنوبهم
بشّر وهم بالاغتفار سَلام

لمن ازُ دار طيبتكم
جنّة الخلد والقرار سَلام

ولمن هوىٰ مدينتكم
مثلهُ يا خيار سلام

اِجعلونى من أهل بلدتكم
وعليكم ذوى الفخار سلام

ما تبسّمت زهور رُبىٰ
رُش كالطلّ فى الخضار سَلام

و سلام كثاقب النجم
ثم كالشمس فى النهار سَلام

و سَلام كمائد الغصن
ثم كالزهر فى ازدهار سَلام

اشتكىٰ القلب هجركم
قرّبونى من الديار سَلام

شرف الله قدركم
شرفونى بالازديار سَلام

كم زهىٰ منكم شرف
كم سمىٰ منكم الفخار سَلام

كم سمت بكم أصولكم
كم على منكم النجار سَلام

سادتى أنكم لمأمنة
للّذى سامه الشرار سَلام

لن يضام الذى أحبكم
بل له دائم الوقار سَلام

كم لّكم مِن سَوابِغِ النِعَمِ
دائماتٍ بلا انُحصار سَلام

أخترّ المجتدى يبلّغكم
سَائلا مِنكم الجوار سَلام

عربی غزل

تلومونى على ذنب عظيم
بڑے گناہ پر تم مجھ کو ملامت کرتے ہو
ومن يات الذنوب فقد ألاما
اور جو گناہ کرے گا مستحق ملامت ہوگا
ولطف الله أوسع أن يضيقا
اور اللہ کی مہربانی وسیع تر ہے اس سے کہ تنگ ہو
بمثلى فاسمعوا ودعوا الملاما
میرے مثل پر تو یہ سنو اور ملامت چھوڑو
دعونى أسئل الرحمان سولى
مجھے رحمت والے خدا سے بھیک مانگنے دو
وانى واثق أن لن أضاما
اور میں بھروسہ رکھتا ہوں کہ وہ قہر نہ کرے گا
فلى ميثاق ربى أن يتوبا
کیونکہ میرے لئے میرے رب کا وعدہ ہے کہ وہ میری توبہ
علىّ وهو عن خُلف تساما
قبول فرمائے گا اور وہ وعدہ خلافی سے پاک ہے

الٰهی فاغتفرلی ما مضٰی من
میرے معبود جو کچھ میرے
ذنوبی قبل أن ألقی حماما
گناہ ہو چکے مجھے موت ملنے سے پہلے معاف فرمادے

وللاخوان والأصحاب أنا
اور میرے ساتھوں کو معاف فرما
دعونا کافّا فادخلنا السلاما
ہم نے تجھ سے دعا کی تو ہم کو جنت میں داخل فرما

وجنّبنا عذاب النّار ربّی
اور ہم کو جہنم کے عذاب سے دور کردے اے میرے رب
فانّ عذابها کان غراما
اس لئے کہ دوزخ کا عذاب سخت ہے
وأبق المفتی الشیخ الجلیلا
اور مفتی شیخ جلیل کو ان کے
علی اعدائه دوما حساما
دشمنوں پہ ہمیشہ تلوار بنائے رکھ

ومتّعنا به دهرا طویلا
اور ان سے ہم کو طویل زمانہ تک فائدہ عطا فرما
وبارک فیه وارُفعه مقاما
اوران کی ذات میں برکت درے اوران کا مقام بلند فرما

بجاہ المصطفے من جاء فینا
مصطفے کی عزت کا صدقہ جو ہم میں تشریف لائے
رسولا ھادیا یجلو الظلاما
ایسے رسول ہادی ہو کر کہ اندھیری کو روشن فرماتے ہیں

یارسول اللہ یا خیر الانام

یا رسول اللہ یا خیر الانام
دور افتادہ کا لیجے سلام

زیب و زین عرش رحماں السلام
نکہت و طیب گلستاں السلام

اے قرار بے قراراں السلام
چارہ ساز دلفگاراں السلام

اے شہنشاہ مدینہ السلام
اے قرار قلب و سینہ السلام

جان جان و جان ایماں السلام
اے شفیع اہل عصیاں السلام

مہبط وحی و سکینہ السلام
غیب دان و غیب بینا السلام

یا رسول اللہ مدینہ کی فضاؤں کو سلام
یا رسول اللہ طیبہ کی ہواؤں کو سلام

اے خدا کو دیکھنے والے نبی
کون سی شے تجھ سے عالم میں چھپی

کیجئے اپنے کرم سے صورت عیش دوام
یا رسول اللہ عطا ہو خلد طیبہ میں مقام

بے ٹھکانوں کو ٹھکانہ دیجئے
بستر خاک مدینہ دیجئے

تو تو واقف ہے مرے احوال سے
کیا غرض پھر مجھ کو عرض حال سے

کام بندوں کا ہے عرض مدعا
یوں لبوں پر مقصد دل آگیا

دفع طیبہ سے ہو یہ نجدی بلا
یا رسول اللہ عجل بالجلاء

یا رسول اللہ بہر فاطمہ
اپنے اخترؔ کو مدینہ میں گما

میرے اللہ کے نگار سلام

میرے اللہ کے نگار سلام
دست قدرت کے شاہکار سلام

دونوں عالم کے تاجدار سلام
جان ہر جان و جاندار سلام

نکہت ہر چمن ہزار سلام
جان ہر بلبل ہزار سلام

خاک طیبہ بنے مری ہستی
عرض کرتا ہے خاکسار سلام

شوق پیہم کی التجا سن لو
تم پہ ہو میری جاں نثار سلام

پھر مدینے میں کب بلاؤ گے
تم سے کہتا ہے انتظار سلام

مجھ کو ظالم پہ اختیار نہیں
تم تو رکھتے ہو اختیار سلام

خلد کہتی ہے یوں مدینے سے
تجھ پہ اے خلد کی بہار سلام

موتیوں کو سجا کے پلکوں پر
کہتی ہے چشم اشکبار سلام

اپنی الفت کا ایسا جام پلا
جس کا بڑھتا رہے خمار سلام

درد الفت میں دے مزہ ایسا
دل نہ پائے کبھی قرار سلام

دل کی دھڑکن تمہاری یاد بنے
ہر نفس تم پہ بیشمار سلام

تیری خاطر ذلیل ہونا ہے
میری عزت مرے وقار سلام

اپنے اخترؔ کا لو سلام شہا
تم پہ اے جان اے قرار سلام

اے مدینے کے شہریار سلام

اے مدینے کے شہریار سلام
اے زمانے کے تاجدار سلام

غم کے ماروں کے غم گسار سلام
اے قرار دل فگار سلام

زینت عرش کردگار سلام
فرش کے تاج افتخار سلام

فاتح و خاتم پیامبری
گلشن دہر کی بہار سلام

لذت آگاہ پائے بوس حبیب
اے مدینے کے رہ گزار سلام

گنبد سبز رحمت عالم
تجھ کو کہتے ہیں سبزہ زار سلام

اے گزر گاہ سرور عالم
چشم و سر ہوں ترے نثار سلام

نقش یاد نبی خلش سے جما
دشت طیبہ کے پیارے خار سلام

یاد ہے تیری کتنی کیف آور
غم ہے فرحت سے ہمکنار سلام

اے صبا لے جا مدینے کو پیام

اے صبا لے جا مدینے کو پیام
عرض کردے ان سے با صد احترام

اے مکین گنبد خضریٰ سلام
اے شکیب ہر دل شیدا سلام

اب مدینے میں مجھے بلوایئے
اپنے بے کس پر کرم فرمایئے

بلبل بے پر پہ ہو جائے کرم
آشیانش دہ بہ گلزار حرم

ہند کا جنگل مجھے بھاتا نہیں
بس گئی آنکھوں میں طیبہ کی زمیں

زندگی کے ہیں مدینے میں مزے
عیش جو چاہے مدینے کو چلے

زندگی کے ہیں مدینے میں مزے
عیش جو چاہے مدینے میں مرے

خلد کی خاطر مدینہ چھوڑ دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

خلد کے طالب سے کہہ دو بے گماں
طالب طیبہ کی طالبؔ ہے جناں

مجھ سے پہلے میرا دل حاضر ہوا
ارض طیبہ کس قدر ہے دلربا

کتنی پیاری ہے مدینے کی چمک
روشنی ہی روشنی ہے تا فلک
کتنی بھینی ہے مدینہ کی مہک
بس گئی بوئے مدینہ عرش تک

یا رسول اللہ از رحمت نگر
در بقیع پاک خواہم مستقر

بس انوکھی ہے مدینہ کی بہار
رشک صد گل ہیں اسی گلشن کے خار

کتنی روشن ہے یہاں ہر ایک شب
ہر طرف ہے تابش ماہ عرب
کیا مدینہ کو ضرورت چاند کی
ماہ طیبہ کی ہے ہر سو چاندنی

نور والے صاحب معراج ہیں
مہرومہ ان کے سبھی محتاج ہیں

اے خوشا بخت رسائے اخؔترت
باز آوردی گدا را بردرت

منقبت شریف

سیدنا امام عالیمقام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شجاعت ناز کرتی ہے جلالت ناز کرتی ہے
وہ سلطان زماں ہیں ان پہ شوکت ناز کرتی ہے

صداقت ناز کرتی ہے امانت ناز کرتی ہے
حمیت ناز کرتی ہے مروت ناز کرتی ہے

شہ خوباں پہ ہر خوبی و خصلت ناز کرتی ہے
کریم ایسے ہیں وہ ان پر کرامت ناز کرتی ہے

جہان حسن میں بھی کچھ نرالی شان ہے ان کی
نبی کے گل پہ گلزاروں کی زینت ناز کرتی ہے

شہنشاہِ شہیداں ہو انوکھی شان والے ہو
حسین ابن علی تم پر شہادت ناز کرتی ہے

بٹھا کر شانۂ اقدس پہ کردی شان دوبالا
نبی کے لاڈلوں پر ہر فضیلت ناز کرتی ہے

جبین ناز ان کی جلوہ گاہ حسن ہے کس کی
رخ زیبا پہ حضرت کی ملاحت ناز کرتی ہے

نگاہ ناز سے نقشہ بدل دیتے ہیں عالم کا
ادائے سرور خوباں پہ ندرت ناز کرتی ہے

فدائی ہوں تو کس کا ہوں کوئی دیکھے مری قسمت
قدم پر جس حسیں کی جانِ طلعت ناز کرتی ہے

خدا کے فضل سے اختؔر میں ان کا نام لیوا ہوں
میں ہوں قسمت پہ نازاں مجھ پہ قسمت ناز کرتی ہے

ایضاً

باغ تسلیم و رضا میں گل کھلاتے ہیں حسین
یعنی ہنگام مصیبت مسکراتے ہیں حسین

برق عالم سوز کا عالم دکھاتے ہیں حسین
مسکرا کر قلعہ باطل کا گراتے ہیں حسین

مرضی مولیٰ کی خاطر ہر ستم کو سہ لیا
کس خوشی سے بار غم دل پر اٹھاتے ہیں حسین

یا غوث المدد

پیروں کے آپ پیر ہیں یا غوث المدد
اہل صفا کے میر ہیں یا غوث المدد

رنج و الم کثیر ہیں یا غوث المدد
ہم عاجز و اسیر ہیں یا غوث المدد

ہم کیسے جی رہے ہیں یہ تم سے کیا کہیں
ہم ہیں الم کے تیر ہیں یا غوث المدد

تیر نظر سے پھیر دو سارے الم تیر
کیا یہ الم کے تیر ہیں یا غوث المدد

تیرے ہی ہاتھ لاج ہے یا پیر دستگیر
ہم تجھ سے دستگیر ہیں یا غوث المدد

اِدْفَعْ شَرَارَ شَرِ یَا غَوْثَنَا الْاَبَر
شر کے شرر خطیر ہیں یا غوث المدد

کس دل سے ہو بیان بے داد ظالماں
ظالم بڑے شریر ہیں یا غوث المدد

اہل صفا نے پائی تم سے رہ صفا
سب تم سے مستنیر ہیں یا غوث المدد

صدقہ رسول پاک کا جھولی میں ڈال دو
ہم قادری فقیر ہیں یا غوث المدد

دل کی سنائے اخترؔ دل کی زبان میں
کہتے یہ بہتے نیر ہیں یا غوث المدد

منقبت شریف

در مدح حضرت سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ

حضرت مسعود غازی اختر برج ھدیٰ
بے کسوں کا ہمنوا وہ سالکوں کا مقتدا

ساقی صہبائے الفت راز دان معرفت
بادشہ ایسا وہ جس کی ایک دنیا ہے گدا

آسمان نور کا ایسا درخشندہ قمر
جس کی تابش سے منور سارا عالم ہوگیا

نائب شاہ شہیداں وہ محافظ نور کا
جس نے سینچا ہے لہو سے گلشن دین خدا

استقامت کا وہ کوہ محکم و بالاتریں
جس کے آگے کوہ آفات و مصائب جھک گیا

سادگی میں بھی ہے وہ سردار خوباں دیکھئے
کیا مقدس ذات ہے جس کی نرالی ہر ادا

نوشہ بزم جناں وہ بندۂ رب جہاں
حور و غلماں جس کی خدمت پر مقرر ہیں سدا

تیرے نور فیض سے خیرات دنیا کو ملی
ہم کو بھی حد معظم کا ملے صدقہ شہا

یا الٰہی! تیرے بندے کے در پر نور پر
گردش ایام کا میں تجھ سے کرتا ہوں گلا

یا الٰہی! بے نیاز دہر تو کردے مجھے
دور کردے میرے دل سے الفت ہر ماسوا

اللہ اللہ یہ نصیب اخترؔ شیریں سخن
فیض مولا سے ہے وہ سالار کا مدحت سرا

جمال حضرت احمد رضا کا آئینہ تم ہو

تمہیں جس نے بھی دیکھا کہہ اٹھا احمد رضا تم ہو
جمال حضرت احمد رضا کا آئینہ تم ہو

نہیں حامد رضا ہم میں مگر وجہ شکیبائی
خدا رکھے تمہیں زندہ مرے حامد نما تم ہو

تمہارے نام میں تم کو بزرگی کی سند حاصل
رضا وجہ بزرگی ہے رضائے مصطفیٰ تم ہو

تمہارے نام میں یوں ہیں رضا و مصطفیٰ دو جز
رضا والے یقیناً مصطفیٰ کے مصطفیٰ تم ہو

تمہاری رفعتوں کی ابتدا بھی پا نہیں سکتا
کہ افتادہ زمیں ہوں میں بلندی کا سما تم ہو

حیات و موت وابستہ تمہارے دم سے ہیں دونوں
ہماری زندگی ہو اور دشمن کی قضا تم ہو

یہ نوری چہرہ یہ نوری ادائیں سب یہ کہتے ہیں
شبیہ غوث ہو نوری میاں ہو اور رضا تم ہو

رضا جویان رب تھامے ہوئے ہیں اسلئے دامن
رضا سے کام پڑتا ہے رضائے کبریا تم ہو

جناب مفتی اعظم کے فیضان تجلی سے
شبستان رضا میں خیر سے اخترؔ رضا تم ہو

منقبت شریف
درشان حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ

مفتی اعظم دین خیر الوریٰ
جلوۂ شان عرفان احمد رضا

دید احمد رضا ہے تمہیں دیکھنا
ذات احمد رضا کا ہو تم آئینہ

کیا کہوں حق کے ہو کیسے تم مقتدیٰ
مقتدایان حق کرتے ہیں اقتدا

ان کی مدحت کو میں کس سے مانگوں
زباں
کیا مقام ثریا بتائے ثرا

احمد نوری کے ہیں یہ مظہر تمام
یہ ہیں نوری میاں نوری ہر ہر ادا

نور کی مے پلاتے ہیں یہ روز و شب
جس کو پینا ہو آئے ہے میخانہ وا

ہیں بہت علم والے بھی اور پیر بھی
آنکھوں دیکھا نہ ان سا نہ کانوں سنا

ان کا سایہ سروں پر سلامت رہے
منہ سڑاتے رہیں یونہی دشمن سدا

ان کے حاسد پہ وہ دیکھو بجلی گری
وہ جلا دیکھ کر وہ جلا وہ جلا

وہ جلیں گے ہمیشہ جو تجھ سے جلیں
مر کے بھی دل جلوں کو نہ چین آئے گا

عاشقوں کے جگر ان سے ٹھنڈے رہیں
دشمنوں پر رہیں بن کے شکل قضا

ذادعاء الاناستی اجمعهم
استجب ربنا یا مجیب الدعا

اور ہوں گے جنہیں تجھ سے لالچ ہو کچھ
تیرے اخترؔ کو کافی ہے تیری رضا

چل دیئے تم آنکھ میں اشکوں کا دریا چھوڑ کر

چل دیئے تم آنکھ میں اشکوں کا دریا چھوڑ کر
رنج فرقت کا ہر اک سینہ میں شعلہ چھوڑ کر
لذت مے لے گیا وہ جام و مینا چھوڑ کر
میرا ساقی چل دیا خود مے کو تشنہ چھوڑ کر
ہر جگر میں درد اپنا میٹھا میٹھا چھوڑ کر
چل دیئے وہ دل میں اپنا نقش والا چھوڑ کر

جامۂ مشکیں لئے عرش معلیٰ چھوڑ کر
فرش پر آئے فرشتے بزم بالا چھوڑ کر

عالم بالا میں ہر سو مرحبا کی گونج تھی
چل دیئے جب تم زمانے بھر کو سونا چھوڑ کر

موت عالم سے بندھی ہے موت عالم بے گماں
روح عالم چل دیا عالم کو مردہ چھوڑ کر

متقی بن کر دکھائے اس زمانے میں کوئی
ایک میرے مفتی اعظم کا تقویٰ چھوڑ کر

خواب میں آ کر دکھاؤ ہم کو بھی اے جاں کبھی
کون سی دنیا بسائی تم نے دنیا چھوڑ کر

ایک تم دنیا میں رہ کر تارک دنیا رہے
رہ کے دنیا میں دکھائے کوئی دنیا چھوڑ کر

اس کا اے شاہ زمن سارا زمانہ ہوگیا
جو تمہارا ہوگیا سارا زمانہ چھوڑ کر

رہنمائے راہ جنت ہے ترا نقش قدم
راہ جنت طے نہ ہوگی تیرا رستہ چھوڑ کر

مثل گردوں سایۂ دست کرم ہے آج بھی
کون کہتا ہے گئے وہ بے سہارا چھوڑ کر

ہوسکے تو دیکھ اخترؔ باغ جنت میں اسے
وہ گیا تاروں سے آگے آشیانہ چھوڑ کر

لعل یکتائے شہ احمد رضا ملتا نہیں

زینت سجادہ و بزم قضا ملتا نہیں
لعل یکتائے شہ احمد رضا ملتا نہیں

وہ جو اپنے دور کا صدیق تھا ملتا نہیں
محرم راز محمد مصطفیٰ ملتا نہیں

اب چراغ دل جلا کر ہو سکے تو ڈھونڈیئے
پر تو غوث و رضا و مصطفیٰ ملتا نہیں

عالم سوز دروں کس سے کہوں کس سے کہوں
چارہ ساز درد دل درد آشنا ملتا نہیں

عالموں کا معتبر وہ پیشوا ملتا نہیں
جو مجسم علم تھا وہ کیا ہوا ملتا نہیں

زاہدوں کا وہ مسلم مقتدا ملتا نہیں
جس پہ نازاں زہد تھا وہ پارسا ملتا نہیں

فرد افراد زماں وہ شیخ اشیاخ جہاں
کاملان دہر کا وہ منتہا ملتا نہیں

استقامت کا وہ کوہ محکم و بالا تریں
جس کے جانے سے زمانہ ہل گیا ملتا نہیں

چار یاروں کی ادائیں جس میں تھیں جلوہ نما
چار یاروں کا وہ روشن آئینہ ملتا نہیں

ایک شاخ گل نہیں سارا چمن اندوہگیں
مصطفیٰ کا عندلیب خوشنوا ملتا نہیں

مفتی اعظم کا ذرہ کیا بنا اخؔتر رضا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

منقبت شریف درشان مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ

حامی دین ہدیٰ تھے شاہ جیلانی میاں
بالیقیں مرد خدا تھے شاہ جیلانی میاں
مثل گل ہنگام رخصت مسکراتے ہی رہے
پیکر صبر و رضا تھے شاہ جیلانی میاں
چل بسے ہم کو دکھا کر راہ سیدھی خلد کی
دین حق کے رہنما تھے شاہ جیلانی میاں
ہجر کی لائے نہ تاب آخرش جاہی ملے
عاشق خیرالوریٰ تھے شاہ جیلانی میاں
ان کے ہر ارشاد سے ہر دل کی ہوتی تھی جلا
مظہر شان خدا تھے شاہ جیلانی میاں
مال و زر سب کچھ نچھاور راہ حق میں کر گئے
کیسے مخلص پیشوا تھے شاہ جیلانی میاں
ہم کو بن دیکھے تمہیں اب کیسے چین آئے حضور
تم شکیب اقربا تھے شاہ جیلانی میاں
صبر وتسلیم و رضا کی اب ہمیں توفیق دے
تیرے بندے اے خدا! تھے شاہ جیلانی میاں
شور کیسا ہے یہ برپا غور سے اخؔتر سنو
پر تو احمد رضا تھے شاہ جیلانی میاں

منقبت شریف در شان مفسر اعظم ہند علیہ الرحمہ

کس کے غم میں ہائے تڑپاتا ہے دل
اور کچھ زیادہ امنڈ آتا ہے دل

دل ترا ہرگز بہلنے کا نہیں
تو عبث بیمار بہلاتا ہے دل

ہائے دل کا آسرا ہی چل بسا
ٹکڑے ٹکڑے اب ہوا جاتا ہے دل

کون جانے راز محبوب و محبّ
کیوں لیا جاتا دیا جاتا ہے دل

جاں بحق تسلیم ہو جانا ترا
یاد کر کے میرا بھر آتا ہے دل

اے تعالی اللہ شان اولیاء
ان کے استغناء پہ بل کھاتا ہے دل

میں بھی کچھ دن کا ہوں مہمان جہاں
تاب ہجراں اب نہیں لاتا ہے دل

کھا چکا ہے بارہا کتنے فریب
پھر بھی دنیا پر مٹا جاتا ہے دل

تیرے پیچھے ہو چکا برباد میں
رہنے دے اب اور کیا بھاتا ہے دل

چھوڑ دے ہاں اور غفلت چھوڑ دے
کیوں سوئے دوزخ لئے جاتا ہے دل

اپنے مولیٰ کو منالے بدنصیب
ٹھوکریں در در کی کیوں کھاتا ہے دل

اپنے اخترؔ پر عنایت کیجئے
میرے مولیٰ اس کو بہکاتا ہے دل

بموقع وفات حسرت آیات
خال محترم جناب امید صاحب رضوی

یہ ادارہ جس کو کہئے گلستان علم و فن
ہوگیا رخصت سے تیری مورد رنج و محن

منظر اسلام کے تھے کارکن تم نامور
خدمت اسلام کی تھی تم کو کیا سچی لگن

مفتی اعظم کے دلبند و جگر پارے تھے تم
کیسے دیکھیں ان کو غمگیں ہائے سب اہل سنن

ایک وہ ہیں جو مرے تو جاوداں ہوکر مرے
ایک وہ زندہ ہیں گویا نعش بے گوروکفن

سورہے ہیں لحد میں کچھ اس طرح وہ چین سے
ناز سے بے فکر ہوکر جیسے سوجائے دلہن

مرضی مولیٰ ہے بندو! صبر سے کچھ کام لو
یہ دعا مانگو کہ ان کو بخشش دے وہ ذوالمنن

شدت غم سے اعزا اس قدر بجھ سے گئے
چاند سے چہروں کو اخترؔ لگ گیا جیسے گہن

منقبت در شان حضور مجاہد ملت

کیف الوصول صاحِ لدی الشامخ الأشم
من أعجز الشوامخ العلیا من الشمم

مارِئَ مثله فی الفضل والثناء
فهوا السماء لیست من فوقها سما

فاق المجاهدین هذا المجاهد
هذا الفتی بذاکم شهد المشاهد

ان الذین قالو الله ربنا
عاشوا بموتهم فی دوحة المُنی

هل ذاکم حبیب الرحمن ثاویا
فی الرمس ام سراج فی الترب خافیا

شبهته ورمسا قد ضمّ جسمه
بالبدر حلّ فی برج فضمّه

مارمسه سوئ مراة عینه
یعلوه بهجة وزین بزینه

قالو متٰی مضٰی أرأیت اختتّر
نادیتُ خاضَ فی النعماء یحبر

منقبت شریف در شان حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ

دل نے کہا مجاہد ملت کو ڈھونڈیئے
لے کر چراغ شاہ ولایت کو ڈھونڈیئے

میں نے کہا کہ سن اے دل مبتلائے غم
اپنی یہ کب مجال کہ پاجائیں ان کو ہم

ہم زیر آسماں انہیں یوں دیکھتے رہے
وہ کب کے آسماں کے پرے خلد میں گئے

تم کیا گئے مجاہد ملت جہاں گیا
عالم کی موت کیا ہے عالم کی ہے فنا

میں رحلت مجاہد ملت کو کیا کہوں
یوں سمجھو گر گیا کوئی اسلام کا ستوں

ہر سو یہ کہہ رہے ہیں عنادل چمن چمن
اے بلبل مدینہ کہاں ہے تو خوش دہن

وہ یادگار حجۃ الاسلام اب نہیں
اندوہگیں ہے آج شبستان علم دیں

نسرین گلستان صدرالشریعہ بود
بوئے خودش گذاشتہ اندر چمن ربود

خورشید سنّیت نے چادر جو اوڑھ لی
ظلمت میں قافلے کی وہ رفتار تھم گئی

پیک ندیٰ و غفراں ان کی وفات تھی
اخترؔ خوشی مناؤ وصال حبیب کی

منقبت شریف درشان احسن العلماء مارہروی علیہ الرحمہ

حق پسند و حق نوا و حق نما ملتا نہیں
مصطفیٰ حیدر حسن کا آئینہ ملتا نہیں

خوبصورت خوب سیرت وہ امین مجتبیٰ
اشرف و افضل، نجیب ظاہرہ ملتا نہیں

خوش بیان و خوشنوا و خوش ادا ملتا نہیں
جو مجسّم حسن تھا وہ کیا ہوا ملتا نہیں

خوش بیان و خوشنوا و خوش ادا ملتا نہیں
دل نوازی کرنے والا دلربا ملتا نہیں

پیکر صدق و صفا وہ شمع راہ مصطفیٰ
جو مجسم دین تھا وہ کیا ہوا ملتا نہیں

مرد میدان رضا وہ حیدر دین خدا
شیر سیرت شیر دل حیدر نما ملتا نہیں

حاجتیں کس کو پکاریں کس کی جانب رخ کریں
حاجتیں مشکل میں ہیں مشکل کشا ملتا نہیں

وہ ہیں ان میں جو کہیں اجسامنا ارواحنا
صورت روح رواں ہے برملا ملتا نہیں

ڈوب تو بہر فنا میں پھر بقا پائے گا تو
جو یہ کہہ کر دے گیا اپنا پتہ ملتا نہیں

سنیوں کی جان تھا وہ سیدوں کی شان تھا
دشمنوں کے واسطے پیک رضا ملتا نہیں

وہ امین اہل سنت رازدار مرتضیٰ
اشرفؔ و افضلؔ، نجیبؔ باصفا ملتا نہیں
شبل شیرِ کربلا وہ دافع کرب و بلا
وہ ہمارا غمزدہ غم آشنا ملتا نہیں
ایک شاخ گل ہی کیا غمگین ہے ساری فضا
مصطفیٰ کا عندلیب خوشنوا ملتا نہیں
یاد رکھنا ہم سے سن کر مدحت حیدر حسن
پھر کہو گے اخترؔ حیدر نما ملتا نہیں

اے نقیب اعلیٰ حضرت

اے نقیب اعلیٰ حضرت مصطفیٰ حیدر حسن
اے بہار باغِ زہرا میرے برکاتی چمن
اے تماشاگاہ عالم چہرۂ تابان تو
تو کجا بہر تماشا می روی قربان تو
استقامت کا وہ کوہ محکم و بالا حسن
اشرف و افضل نجیب عترت زہرا حسن
طور عرفان و علو و حمد و حسنیٰ و بہا
زندہ باد اے پر تو موسیٰ و عکس مصطفیٰ
عالم سوز دروں کس سے کہوں کس سے کہوں
دل شدہ زار چناں و جاں شدہ زیر چنوں
تھا جو اپنے درد کی حکمی دوا ملتا نہیں
چارہ ساز درد دل دید آشنا ملتا نہیں

غِبْتَ فی مارهره مِصْبَاحَ الدّنٰی شمسَ الانام
یا زُکانا مصطفانا بعدَک الدُّنیا ظَلام

یا سَماءَ المجدِ دُمتم ما یُدانیکم سمٰی
ذلَّ من عزَّ علیکم مَن لّکم ذلّ السمٰی
جُودُکُم فَاقَ الجَوَادِی و بِکم جَادَت سمٰی
خَیرُکُمُ مَلاً البوادی صِیتُکم عمَّ الورٰی
اِنَّما المیّتُ جَهول ذو هوٰی لا أنتم
قد فَنیتم عن هواکم للخلود نِلتم
قبلَ موتٍ مُتّم بعدَ موتٍ دُمتم
جسرَ موتٍ جُزتم و بِالوصالِ فُزتم
عونَ دینِ المصطفٰی یا محض یا جَونَ الرضا
جُد علینا یا سماءَ الجود یا جودَ النَّدی

ایک شمع انجمن تھی جو بالآخر بجھ گئی
اب اجالے کو ترستی ہے یہ بزم آگہی
سوگواروں کو شکیبائی کا ساماں کم نہیں
اب امین قادریت بن گیا تیرا امیں
علم و اہل علم کی توقیر تھا شیوہ ترا
جانشیں میں ہو نمایاں جلوۂ زیبا ترا
علم کا اس آستانے پر سدا پہرہ رہے
صورت خورشید تاباں میرا مارہرہ رہے
اخترؔ خستہ ہے بلبل گلشن برکات کا
دیر تک مہکے ہر اک گل گلشن برکات کا

سہرا بتقریب شادی خانہ آبادی
برادر عزیز مولوی منان رضا خاں سلمہ

الحمد للجواد الواہب المراد
حمد ہے اس جواد کو بخشندۂ مراد کو
منان یا عمادی شکرا علی الرشاد
منان اے مرے عماد شکر ہدایت و رشاد
وعلٰی ذہ الایادی فینا علی التمادی
شکر ہے نعمتوں کا بھی دائم جو ہم پہ ہیں تری
ثم الصلاۃ علٰی خیر الوریٰ العادی
تسلیم اس حبیب (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) پر سب سے جو اچھا راہبر
والآل معتمدی والصحب اسیادی
اور نبی کی آل پر یاران خوشخصال پر
ما غردت ورقا وترنم الشادی
جب تک رہیں یہ چہچہے جب تک رہیں یہ زمزمے
غب السلام یا اہل ذالنادی
بعد سلام سنیو! عرض یہ میری اب سنو
ان النکاح سنۃ من احمد العباد
ہے یہ نکاح خوش نہاد سنت احمد العباد (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم)
صلّٰی علیہ ربی ماجادت الجوادی
اس پر ہوں رب کی رحمتیں جب تک رہیں یہ بارشیں
ابشر اخی بصبیحۃ غراء سمح القیاد
بھائی کو دوں یہ خوش خبر آئی صبیحہ خوش گہر

تہنیت بتقریب شادی

عبدالکریم صاحب برائے حاجی سلیمان ابراہیم

مژدہ دیتی دل مضطر کو صبا آئی ہے
چل سلیماں کے یہاں انجمن آرائی ہے

چل دکھائیں وہ کسی کا تجھے دولھا بنا
اٹھ کہ کیا خوب یہ سامان شکیبائی ہے

غم ہستی کو بھلا دے یہ ہے بزم مستی
جھوم کر تو بھی کہ فضا ساری ہی صہبائی ہے

دل بھی آخر یہ پکار اٹھا کہ اے باد صبا
آفریں کیا تری باتوں کی پذیرائی ہے

ہم بھی اس ماہ جبیں کو ذرا دیکھیں تو سہی
مہ جبینوں کی نظر جس کی تماشائی ہے

یا خدا! تازہ رہیں پھول یہ سہرے کے سدا
نہ کبھی جائے جو یہ فصل بہار آئی ہے

ان دو پھولوں سے کھلیں پھول کچھ ایسے یارب!
بلبل دین نبی جن کا تمنائی ہے

جن کی خوشبو سے معطر ہو دماغ عالم
کہ مجھے قوم سے الحاد کی بو آئی ہے

ہمصفیروں میں یہ چرچے ہیں تیرے اخترؔ
بلبل باغ رضا خوب نوا پائی ہے

سہرا بتقریب شادی خانہ آبادی
عزیزی محمد سعید نوری سلمہ

کیسا باغ و بہار ہے سہرا
کس قدر خوشگوار ہے سہرا
نور جان بہار ہے سہرا
غیرت لالہ زار ہے سہرا
کس کے رخ پر نثار ہے سہرا
کس لئے تار تار ہے سہرا
کیا گہر ہے بجائے گل اس میں
کس قدر آب دار ہے سہرا
رحمت دو جہاں کے جلوے ہیں
گلشن نو بہار ہے سہرا
رضویوں کی بہار ہے سہرا
سنیوں کا قرار ہے سہرا
نجدیوں کو کہاں ہے تاب نظر
آتش شعلہ بار ہے سہرا
سینۂ یار کے لئے ٹھنڈک
دل اعدا میں خار ہے سہرا
چشم بد دور کیوں نہ ہو تجھ سے
تیرے رخ کا حصار ہے سہرا
گلشن فیض مفتی اعظم
رشک صد لالہ زار ہے سہرا
از طفیل شفیع بہر سعید
زندگی کی بہار ہے سہرا
پھول سہرے کے کہہ رہے ہیں سنو
ماں کے دل کی پکار ہے سہرا
ہیں رفیق و حسن بھی نعرہ زن
واہ کیا خوشگوار ہے سہرا
رخ رضیہ پہ تازگی ہے نئی
تازگی کا نکھار ہے سہرا
فاطمہ صابرہ کے صدقے میں
باقی و پائیدار ہے سہرا
شاہدہ پر بھی کیف طاری ہے
کس خوشی کا خمار ہے سہرا
ہے زلیخا بھی پیکر حیرت
کیا انوکھا نگار ہے سہرا
اور عطیہ بھی مسکراتی ہے
مسکراتی بہار ہے سہرا
سعدیہ اور زبیدہ گاتی ہیں
واہ کیا شاہکار ہے سہرا

ہو امان و حمیدہ کو مژدہ   رحمت کردگار ہے سہرا
کھینچ لائی شمیم ہر دل کو   کس قدر خوشگوار ہے سہرا
عقد فرمان سرور دیں ہے   اذن پروردگار ہے سہرا
رنگ طوبیٰ ہے پردۂ گل میں   کیا بہشتی بہار ہے سہرا
بندش خوشگوار بلبل و گل   دو دلوں کا قرار ہے سہرا
نور میں سب نہا گئی محفل   نور کا آبشار ہے سہرا
سب لگاتے ہیں نعرۂ تحسین   واہ کیا خوشگوار ہے سہرا
چاند ہے چہرۂ سعید، اخترؔ
اور ستاروں کا ہار ہے سہرا

بتقریب سالگرہ
بے بی سلمیٰ بنت عظیم جی صالح جی ساکن کلکتہ

نسیم صبح وہ اٹھلاتی کیوں ادھر آئی
یہ کیسی کیف و مسرت کی اک لہر آئی

ہر ایک لب پہ تبسم یہ کیسا رقصاں ہے
عظیم جی کے یہاں کیوں ہجوم یاراں ہے

سنا ہے سالگرہ ہے دلاری بے بی کی
مچی ہے دھوم عزیزوں میں پیاری بے بی کی

بفرط شرم نرالا ہی اس کا عالم ہے
پسینہ رخ پہ جو بہتا ہے رشک شبنم ہے

کچھ اس ادا سے ہوئی ہے وہ انجمن آرا
کہ مہ وشان جہاں میں ہو جیسے وہ یکتا

وہ بولتی ہے تو بلبل کوئی چہکتی ہے
خرام کرتی ہے تو برق سی چمکتی ہے

وہ کتنی بھولی ہے اور کتنی نیک ہے بے بی
غرض کے اپنے محاسن میں ایک ہے بے بی

دعا اخیر میں ہے بارگاہ رحماں میں
الٰہی! روز ترقی کر اس کے ایماں میں

أعینای جوداولا تجمدا

أعينای جودا ولا تجمدا
وكونا لخير البلاد فدى

ألا تبكيان لها من أسى
ألا تهميان لارض الهدى

وما قد أبيح لها من حمى
وما قد أريق بها من دِما

ألاتبكيان لبغدادنا
وقد قذفوه شرارالعدى

ألافاسلوانى بدمع همى
فان البكاء لخيرُ العزاء

بلايا الزمانِ غدتُ ديمة
وانّ الخمينى اشدّ البلاء

أدم عزّمكّة ياربَّنا
وبُعدًا لمن ضام امّ القرى

وتبّاً لمن رفضوا دينهم
وسُحقا لشِرعة عبدا لهوى

لقد ضلّ قوم بأصنامهم
وامّا بهذا الخميني فلا

كأين بايران من مُضحک
ولٰكنّه ضحک كالبكا

جهلتم على النّاس كى تجهلوا
براقش تجنى على نفسها

قطعتم عنِ النّاس حبلكم
فجرّو اليكم حبال الردى

خمينية ان شئتم رفعة
فدينوا بما دان أهل الرضا

وكُفّوا عن الرفض خيراً لكم
وكُفّوا عن النّاس دأب الأذٰى

وخلُّو العراق يخليكم
وكونوا الجيرتكم أوفيا

وصافو المؤدة جيرانكم
يكونوا لكم جيرة أصدقا

وراعوا الخليج كأ وطانكم
فلا تشعلوا فيه نار الوغٰى

وكو نوا مع العُرب أقوىٰ يد
وكونوا على من سواكم يدا

دعوا من تطرّف فی معزل
و فرّوا الی اللّٰه والمصطفٰی ﷺ
الی المصطفٰی فافزعوا تهتدوا
والّا سلکتم طریق التّٰوی

کذاکم تعیشون فی منعة
والّا ذهبتم أیادی سبا

ألا یا خمینی یا فاجر

ألا یا خمینی یا فاجر   أفق من ضلالک یا خاسرُ
أفیضوا بهیجاء أو أقصروا   فجیش العراق هو الظافرُ
أبی أن یَّهون العراق الأبی   فمجد العراق هو الظاهرُ
وانّ العراق بعلیاء ه   لفی غایة ما لها حازرُ
لیهنا العراق الحبیب العلٰی   ومجد مجید له زاهرُ
یظلّ العراق بحرز الِالٰه   منیعا فلیس له کاسرُ
ویردی الخمینی وأحزابه   اذلّاء لیس لهم ناصرُ
ویکفی العراقَ قتالَ العدی   ملیکُ الورٰی القادرُ القاهرُ

تَداعَوا فَحُجّوا الٰى لندن

سمعنا برهط خمينية   تداعوا فَحُجّوا الٰى لندنِ

تَوافَوا بلندن فى مجُمع   وجاءوا برأى لهم ألعنِ

أرادوا ضلال الورٰى مثلهم   فودّوا امامة ذالأرعنِ

تمنّوا ولاية أرض الهدٰى   ويأبٰى الألٰه سوٰى المومنِ

وحقّ أُولِى البَغْيِ فى مكّة   جَلاء عن البيت والمأمن

ومن كان حربا على مكّة   فما أن يحجّ سوٰى لندنِ

ومن سام أهل الحجاز أذى   أُديمت عليه رَحٰى مدينِ

اپیل

- اپنے اندر اتحاد پیدا کیجئے۔ آپ کے اسلاف جن راہوں پر چلتے تھے انھیں راہوں پر چلئے۔ روٹھے ہوؤں کو منایئے۔ اپنے ایذا بھی دے تو صبر کیجئے۔ امام احمد رضا کا یہی فرمان ہے۔
- خوش اخلاقی، حسن معاملہ اور وعدہ وفائی کو اپنا شعار بنایئے۔
- قرض ہر صورت میں ادا کیجئے کہ شہید کے تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں لیکن قرض معاف نہیں کیا جاتا۔
- تحریری، تقریری، نعتیہ مقابلوں میں اور دیگر موقع پر انعامات میں علمائے اہلسنت کی تصانیف تحفۃً دیجئے۔
- ہر شہر اور ہر محلے میں لائبریری قائم کیجئے اور اس میں علمائے اہلسنت کے لیٹریچر ذخیرہ کیجئے، یہ تبلیغ دین کا اہم ترین ذریعہ ہے۔
- ہر شہر میں سنی لیٹریچر فراہم کرنے کے لئے کتب خانہ قائم کیجئے۔ یہ تبلیغ بھی ہے اور بہترین تجارت بھی۔

دارالعلوم قادریہ صابریہ برکات رضا

رجسٹرڈ پبلک ٹرسٹ، بفیض مخدوم علاءالدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ
پیران کلیر شریف، پوسٹ روڑکی، ضلع ہری دوار، یوپی

DARUL ULOOM
QADRIA SABRIA BARKAAT-E-RAZA
Peeraan-e-Kalyar Sharif, Post Roorkee - 247667 Dist. Haridwar, Uttranchal, (INDIA)
Tel.: (01332) 276394 Cell : 098970 78604
Website : darululoomkalyar.com • E-mail : darululoom@darululoomkalyar.com

RAZA OFFSET BOMBAY-3 TEL.: 23456313